100

Acc No. 102853 .... Date 26/3/09
Section.......................Status........
D.D. Class..........................
NAJAFI BOOK LIBRARY

خاک پر سجدہ

شیعہ، سنی تناظر میں

☆

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
7211795

تالیف و تحقیق

محمد یعقوب بشوی

پیشکش: علی اکیڈمی پاکستان

Acc No. 853 Date 26/3/09
Section .... Status ....
D.D. Class ....
NAJAFI BOOK LIBRARY

خاک پر سجدہ

شیعہ، سنی تناظر میں

☆

تالیف و تحقیق

محمد یعقوب بشوی

پیشکش: علی اکیڈمی پاکستان

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
7211795

نام کتاب..........................خاک پر سجدہ! شیعہ، سنی تناظر میں

مؤلف..................................محمد یعقوب بشوی

پیشکش................................علی اکیڈمی پاکستان

ناشر......................................اشک یاس

مطبع......................................زلال کوثر

کمپوزنگ...............................محمد الیاس حیدری

ترتیب...................................محمد حسین ذاکری

چاپ اول.................................۱۴۲۸ھ

تعداد.......................................۱۵۰۰

قیمت......................................۱۰۰ روپے

شابک..............................۹۷۸_۹۶۴_۸۸۶۴_۲۵۰

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

میں اپنی اس تحقیق کو پیغمبر رحمت
حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک
نام کے ساتھ منسوب کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فہرست مطالب

سخن ناشر ۹

مقدمہ ۱۵

پہلا باب

سجدہ لغت اور اصطلاح میں ۲۳

اختیاری سجدہ ۲۳

غیر اختیاری سجدہ ۲۳

سجدہ اصطلاح میں ۲۴

ارض کے لغوی معنیٰ ۲۶

مسجدوں کے فرش پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ۲۸

دوسرا باب

سجدہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی سیرت..................۳۵

خمرہ پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سجدہ..................۴۰

خمرہ اہل سنت روایات میں..................۴۰

خمرہ شیعہ روایات میں..................۴۴

خمرہ یا سجدہ گاہ..................۴۶

چٹائی پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سجدہ..................۵۰

سجدہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم..................۵۲

خاک پر سجدہ اور دستور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم..................۵۴

سجدہ اور اصحاب و تابعین کی عملی سیرت..................۵۶

صحابہ کا کنکر اور ریت پر سجدہ کرنا..................۶۲

نماز ظہر میں تاخیر..................۶۷

سجدہ میں ناک کا زمین پر رکھنا..................۶۹

تیسرا باب

قالین یا کپڑے پر سجدہ..................۷۹

۱۔لباس پر سجدہ کرنا منع ہے............۸۰

۲۔لباس پر سجدہ کر سکتا ہے............۸۲

حالت اضطرار میں کپڑے پر سجدہ کرنا............۸۶

خاک پر سجدہ کرنے کا فلسفہ............۹۹

سجدے میں تبدیلی............۱۰۱

سجدہ گاہ پر سجدہ کیوں؟............۱۰۹

چوتھا باب

کربلا کی مٹی پر سجدہ............۱۱۵

حوالہ جات............۱۲۵

زندگی نامہ شہید راہ عشق ولایت سیّد علی ظہیر الدین رضوی............۱۳۲

مؤلف کی دیگر تالیفات وتحقیقات............۱۳۵

سخن ناشر

دور حاضر میں مکتب اہل بیت علیہم السلام، گزشتہ تمام ادوار سے بیشتر جن مشکلات کا سامنا ہے وہ اہل معرفت پر پوشیدہ نہیں ہے۔ ایک طرف مکتب اہل بیت علیہم السلام سیاسی اعتبار سے اسلام کے دشمنوں خصوصاً استعمار واستکبار کے نرغے میں ہے تو دوسری طرف سے عقیدتی میدان میں طرح طرح کے شبہات ایجاد کر کے لوگوں کے پاک ذہنوں کو مکتب اہل بیت علیہم السلام سے دور کرنے میں مصروف اور برسر پیکار ہیں۔

لہٰذا جو بھی مکتب اہل بیت علیہم السلام سے لگاؤ رکھتا ہے اسے ان مشکلات کا مقابلہ کرنے کیلئے حتی المقدور دامے درمے قدمے سخنے کردار ادا کرنا چاہیے۔ بنابراین، ان مشکلات کا حل پیش کرنے کا بہترین ذریعہ جدید علمی اور تحقیقی امور پر توجہ دیکر، مکتب اہل بیت علیہم السلام (جو حقیقی اسلام کا نمونہ ہے) کے حقیقی چہرے کو دنیا والوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔

اس ہدف کے پیش نظر علم واجتہاد اور مہد انقلاب اسلامی کی مقدس سرزمین یعنی حوزۂ علمیہ قم میں ''علی اکیڈمی پاکستان'' منصۂ شہود میں آئی، جس کا ابتدائی سرمایہ حیات

حوزہ کے مایۂ ناز استاد حجۃ الاسلام والمسلمین سیّد حامد حسین رضوی نے اپنے تیرہ سالہ فرزند شہید ولایت یعنی زائر پا پیادہ امام رضا علیہ السلام، سیّد علی ظہیر الدین رضوی کے نام پر ملا ہوا شرعی اور قانونی حق (دیت) کو مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج کے لیے علی اکیڈمی کے نام وقف کیا ہے۔ علی اکیڈمی کا بنیادی ہدف مکتب اہل بیت علیہم السلام کی، مختلف علمی اور تحقیقی کتابوں کی ترویج واشاعت ہے تاکہ لوگوں کو حقیقی اسلام سے آگاہ کیا جائے۔ بنابر این، علی اکیڈمی کے نشرواشاعت کے شعبہ نے علمی مفید کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔

اس سلسلہ میں مرحوم کی پہلی اور دوسری برسی کے موقع پر (معرفت ومحبت کا سفر حرم سے حرم تک) اور ''زینب سلام اللہ علیہا، زینت انسانیت'' کے نام سے دو کتابیں نشر کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اب خدا کے فضل سے تیسری برسی کے موقع پر حجۃ الاسلام شیخ محمد یعقوب بشوی صاحب کی تحقیقی اور علمی کتاب ''خاک پر سجدہ! شیعہ، سنی تناظر میں'' اشاعت کرنے کی توفیق حاصل کر رہا ہے۔ موصوف نے اس کتاب میں سجدہ کا اہم مسئلہ، جو صدیوں سے شیعہ اور اہل سنت کے درمیان مورد اختلاف رہا ہے۔ دونوں مکتب فکر کے نظریات کو جمع کرکے علمی تجزیہ اور تحلیل کیا ہے۔ اردو زبان میں اس موضوع پر تالیف ہونے والی پہلی کتاب ہے۔

جیسا کہ رہبر مسلمین حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سیّد علی حسینی خامنہ ای مدظلہ العالی

نے اس سال (۱۳۸۶شمسی) کو قومی اتحاد اور انسجام اسلامی کے نام سے موسوم کیا ہے کتاب حاضر اس راہ میں نیک اقدام ثابت ہوگی۔ چونکہ محقق موصوف نے کسی قسم کے مذہبی تعصب سے بالاتر ہوکر سجدہ کے مسئلہ کو دونوں مذہب کے افکار کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

ہمیں امید ہے قارئین کرام بھی اپنے عقیدتی اور مذہبی افکار کو دخل دیے بغیر اصل مسئلہ کو سمجھنے کی غرض سے کتاب حاضر کا مطالعہ کرینگے۔ آخر میں ہم، جن کرم فرماؤں نے اس کتاب کو مرحلہ نشر و اشاعت تک پہنچانے میں علی اکیڈمی سے تعاون کیا، انکے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

خصوصاً ہم مؤلف موصوف کے انتہائی ممنون کرم ہیں کہ جنہوں نے اپنی کتاب کو نشر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور آیندہ بھی مکتب اہل بیت کی مزید علمی خدمت کے لیئے دعا گو ہیں۔ اسی طرح حجۃ الاسلام والمسلمین سیّد محمد علی موسوی صاحب جنہوں نے اس کتاب کی نظر ثانی کی زحمت فرمائی مشکور ہیں۔

شعبۂ نشر و اشاعت علی اکیڈمی پاکستان۔

حوزۂ علمیہ قم ایران

۱۱ جمادی الاول ۱۴۲۸ھ۔ق

مقدمه مؤلف

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خیر خلقه وافضل رسله محمد صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم وعلیٰ اهلبیته الطیبین الطاهرین .

خدا کا شکر کہ اس نے ایک بار پھر ہمیں قلم کے ذریعے جہاد کرنے کی توفیق دی قلم کی اہمیت ہر دور میں نا قابل انکار ہے خصوصاً اس زمانے میں قلم کی ایک ممتاز حیثیت اور مقام ہے۔ یہی قلم اگر صحیح ہاتھوں میں ہو تو پھر اس سے ہدایت وسعادت کے ختم نہ ہونے والے چشمے پھوٹتے ہیں اور اگر خائنوں کے ہاتھوں میں ہو تو پھر لاکھوں نسلیں گمراہی کے سمندر میں غرق ہو جاتی ہیں۔

آج کی دنیا میں ہم قلم کے ذریعے سے بہتر طور پر دین حق کا دفاع کر سکتے ہیں۔ آج دین اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں ہے۔ اسلام کے دشمن ایک لمحے کے لئے بھی خاموش نہیں، بلکہ مختلف چالوں کے ذریعے وہ اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں، اس راہ میں وہ کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کرتے، کہیں ظاہر ہو کر اور کہیں چھپ کر، وہ اسلام پر مسلسل وار کر رہے ہیں، دشمن ہر محاذ پر ہم

سے نبرد آزما ہیں۔ان کی کوشش یہ ہے کہ وہ ہر اعتبار سے ہم پر برتری حاصل کریں اور ہمیں گڑیا کی طرح بنائیں کہ جب جہاں اور جس وقت چاہیں ہماری حیثیت سے کھیلیں۔آج دفاعی اعتبار سے بھی وہ لوگ آگے ہیں۔ ہم اسلحہ انہیں سے خریدتے ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے،قرآن نے تو چودہ سو سال پہلے ہمیں دفاعی پوزیشن مضبوط بنانے پر زور دیا تھا:

''واعدّوالهم مااستطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوا لله وعدوكم وآخرين من دونهم لاتعلمونهم الله يعلمهم''[۱]

اور(مسلمانو)ان کفار کے(مقابلے کے)واسطے جہاں تک تم سے ہوسکے (اپنے بازو کے) زور سے اور بندھے ہوئے گھوڑوں سے (لڑائی کا) سامان مہیا کرو اس سے خدا کے دشمن اور اپنے دشمن اور اس کے سوا دوسرے لوگوں پر بھی اپنی دھاک بٹھا لوگے جنہیں تم نہیں جانتے ہو مگر خدا تو ان کو جانتا ہے۔آج بھی مسلمان اس قرآنی فرمان سے غافل نظر آتا ہے۔

سیاسی میدان میں بھی مسلمان اس قدر ضعیف اور ناتواں ہیں کہ امریکہ اور یورپ کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے ہیں۔معاشی لحاظ سے آج فقر،غربت،لوٹ مار،اور بیروزگاری ہمارا مقدر ہے۔دنیا کے عظیم انرجی ذخائر ہماری ملکیت میں ہیں لیکن لوٹ،دوسرے رہے ہیں۔ ہماری ثروت پر دوسرے ارب پتی بنے جارہے ہیں اور ہم روز بروز تنگدستی اور مفلسی کا شکار ہورہے ہیں اور ہمارے حکمران کشکول

۱۔انفال،۶۰۔

لیے غیروں کے در پہ نظر آتے ہیں۔

ہم مغربی تہذیب کے دلدادہ بنتے جارہے ہیں ۔اسلامی تہذیب اب آہستہ آہستہ ہمارے معاشرے سے رخصت ہونے کو ہے۔دینی امور میں بھی ان کی دخالت اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔! بلکہ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ اب وہ لوگ ہمیں اسلام سکھانے پر تلے ہوئے ہیں ۔انکی نگاہ میں ہمیں یہ حق حاصل ہی نہیں کہ ہم اپنی مرضی سے دین پر عمل کریں ۔ان کو تو ایسا دین چاہئے جس میں شہادت،امر بہ معروف ، نہی از منکر،مظلوموں کی حمایت اور ظالموں سے نفرت کا کوئی دستور ہی نہ ہو۔آج بھی مسلمانوں کے درمیان کچھ مسلمان نما مفاد پرست، خودغرض،خائن،فریب کار،اور جاہل افراد موجود ہیں جو تمام محاذوں پر دشمنوں کے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے آلہ کار بنے ہوئے ہیں ۔ہم خدا سے ان کی ہدایت کے لئے دعا گو ہیں۔

یہ اسلامی تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے کہ ہر دور میں کچھ دھوکے باز اسلام ہی کے مقدس نام پر دین کے حقیقی چہرے کو مسخ کرنے پر تلے رہے ہیں۔صدر اسلام میں عظیم اسلامی فتوحات کو دیکھ کر کچھ لوگ بظاہر مسلمان بن گئے لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ یہ آستین کے سانپ باہر نکلے اور اسلامی معاشرے کے وجود کو چاٹنے لگے۔دفاعی میدانوں میں شکست خوردہ ان لوگوں نے جعلی حدیثوں کے ذریعے اسلام سے انتقام لینا شروع کردیا۔یوں ہزاروں جعلی احادیث وضع

کر کے مسلمانوں کے درمیان پھیلا دی گئیں خود حیات صحابہ میں یہ کام ہوتا رہا، بہت ساری بدعتیں بعنوان امور دینی، دین میں داخل کر دی گئیں اور یوں دین کا چہرہ دگرگوں کرنے کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی، یہ سلسلہ اتنی تیزی سے آگے بڑھا کہ نماز جیسی مقدس عبادت بھی اس سے نہ بچ سکی، امام بخاری نے اس سلسلے میں بعض روایتوں کو نقل کیا ہے کہ ہم یہاں نمونے کے طور پر صرف ایک حدیث کو نقل کرتے ہیں۔

زہری کہتے ہیں کہ ''دمشق میں انس بن مالک کے پاس وارد ہوا تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کونسی چیز تمہیں رلا رہی ہے؟ انس بن مالک نے جواب دیا: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جن چیزوں کو میں نے پایا تھا اب ان میں سے کسی چیز کو بھی نہیں پاتا ہوں مگر یہ نماز! اب یہ بھی ضائع ہوگئی!''[۱]

نماز میں کتنی تبدیلیاں کی گئیں۔ قرائت میں اختلاف، ہاتھ کھولنے یا باندھنے میں اختلاف، تشہد میں اختلاف، اسی طرح سجدے میں اختلاف کہ کس چیز پر سجدہ بجالایا جاسکتا ہے وہ سجدہ کہ جسے دن میں (۳۴) چونتیس مرتبہ بجالانا واجب ہے لیکن اس میں شدید اختلافات پیدا ہوئے یہاں تک کہ جو لوگ سجدہ گاہ پر سجدہ کریں انہیں آج مشرک تک کہا جاتا ہے!

اس کتاب میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ آیا واقعاً خاک پر سجدہ

۱۔ صحیح بخاری، ج۱، ص۱۳۴۔

کرنا منع ہے؟ آیا نماز کی حالت میں سجدہ گاہ پر جو مٹی سے بنا ہے سجدہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ خاک پر سجدہ کرنا شیعہ، سنی نقطہ نگاہ سے بدعت ہے یا سنت؟ یاد رکھیئے دشمنوں کے تمام ناپاک حربوں کے باوجود ہمارے پاس صحیح اسلامی اصول موجود ہیں کیونکہ ہمارے پاس وارثان شریعت کی صحیح تعلیمات موجود ہیں کہ جن کے ذریعے ہم صحیح سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متمسک ہو سکتے ہیں۔

سجدہ کی اصلی کیفیت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی سیرت اور اسی طرح اہل بیت ، صحابہ کرام، اور تابعین اور متوتر اسلامی روایات کے ذریعے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ سجدہ کی حالت میں زمین اور زمین سے اگنے والی چیزوں، جو کھانے یا پہننے کے کام نہ آتی ہوں، پر پیشانی رکھنا واجب ہے۔ انکے علاوہ قالین ،کارپٹ، چادر، وغیرہ پر عام حالت میں سجدہ نہیں کیا جا سکتا۔

یہ کتاب مذہبی تعصّب سے دور خالص علمی اور تحقیقی مواد پر مشتمل ہے اور یہ کوشش رہی ہے کہ اس اہم اسلامی اور شرعی مسئلہ کو دونوں مکاتب فکر کی معتبر کتابوں سے ثابت کیا جائے اور دونوں اسلامی فرقوں کے درمیان ایک تقابلی جائزہ لیا جائے تا کہ مسلمان سجدے کی صحیح صورت حال سے آگاہ ہو سکے۔

بارگاہ رسالت میں اس قلیل محنت کی قبولیت کی آرزو کے ساتھ آخر میں اپنے ان تمام دوستوں اور علی اکیڈمی پاکستان کے مخلص اراکین کا شکر گزار ہوں۔ اس کتاب کی تصحیح اور نشر واشاعت کے سلسلے میں انکا تعاون حاصل رہا۔ خداوند، ان

سب کی اور ہماری توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

(آمین)

والسلام:

محمد یعقوب بشوی

حوزۂ علمیہ قم المقدس

صفر المظفر ۱۴۲۷ق۔

پہلا باب

سجدہ لغت اور اصطلاح میں

سجدہ لغت اور اصطلاح میں:

سجدہ لغت میں ''تذلّل''، خضوع اور عاجزی وخاکساری کو کہتے ہیں۔[۱]
اور شریعت کی اصطلاح میں پیشانی زمین پر رکھنا سجدہ کہلاتا ہے۔[۲]
معروف ماہر لغت راغب اصفہانی لکھتے ہیں: سجود ایک ایسا کلمہ ہے جس کا مفہوم عام ہے، جو بطور یکساں انسان، حیوان اور جمادات کیلئے استعمال ہوتا ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اختیاری سجدہ: یہ سجدہ فقط انسان کے ساتھ مختص ہے اور وہی اس کے بجالانے پر ثواب کا مستحق ٹھہرے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے ''فاسجدوا للہ واعبدوا''[۳] ''تو خدا کے آگے سجدے کرو اور عبادت کرو''

۲۔ غیر اختیاری سجدہ: یہ سجدہ ایک عام مفہوم رکھتا ہے اور یہ موجودات عالم کیلئے ثابت ہے ''وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا و کرھا وظلالھم بالغدو والاصال''[۴] اور آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے، خوشی سے یا زبردستی، سب اللہ ہی کے آگے سربسجود ہیں اور ان کے سائے بھی صبح وشام

۱۔ علی اکبر قریشی، قاموس قرآن، مادہ (س، ج، د)

۲۔ حوالہ سابق

۳۔ نجم، ۶۲۔

۴۔ رعد، ۱۵۔

(سجدے کرتے میں)[1]

سجدہ اصطلاح میں:

''پیشانی کا نماز کی حالت میں زمین پر رکھنا ہے''[2] لہذا شیعہ، سنّی علماء نے تشریح کی ہے کہ ''سجدہ خَضَعَ کے معنی میں ہے'' سجدہ کیا، یعنی: خضوع کیا اور اسی سے نماز کا سجدہ بھی لیا ہے اور وہ پیشانی کا زمین پر رکھنا ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی خضوع نہیں ہے۔

''سجد خضع و منه سجود الصلاة و هو وضع الجبهة علی الارض ولا خضوع اعظم منه''[3]

اور یہی قرآن میں مؤمنین کی ایک صفت کے طور پر بیان ہوا ہے ''سیماهم فی وجوههم من اثر السجود''[4] کثرت سجود سے ان کی پیشانیوں میں گٹھے پڑے ہوئے ہیں۔ سعید بن جبیر اور مالک اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں: ''اس کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو سجدے کی حالت میں اپنی پیشانیاں زمین پر رکھتے ہیں''۔

معروف تابعی، عکرمہ کہتے ہیں: ''اس آیت میں ''اثر السجود'' سے

۱۔ راغب اصفہانی، مفردات، مادہ (س، ج، د)

۲۔ محمد فرید وجدی، دائرۃ المعارف، بیروت: دار المعرفہ، ج ۵، ص ۴۲۔

۳۔ شہاب الدین الشافعی الصغیر، النہایۃ المحتاج، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۳، ج ۲، ص ۴۲۔

۴۔ فتح، ۲۹۔

مراد ''اثر التراب'' ہے''[۱] یعنی جب سجدہ کرتا ہے تو پیشانی زمین پر رکھتا ہے اور خاک کا اثر پیشانی پر پڑتا ہے اور آیت میں جو اثر السجود آیا ہے، مراد وہی مٹی کا پیشانی پر نظر آنا ہے۔ سجدے کی حالت میں پیشانی کا خاک پہ رکھنا حکم شریعت اور دستور الٰہی ہے۔

شیعہ، سنی علماء بھی اس بات پر متفق ہیں ''تمسحوا بالارض فانها بكم برّة''[۲] ''زمین کے ساتھ انس رکھو کیونکہ یہ تمہارے خیر خواہ ہے'' حدیث میں بھی پیشانی کو سجدے کی حالت میں مستقیماً بغیر کسی حائل ورکاوٹ کے خاک پر رکھنا ہے یعنی پیشانی اور خاک کے درمیان کوئی اور چیز حائل نہ ہو[۳] پس معلوم ہوا سجدے کی بالاترین کیفیت، پیشانی کو خاک پر رکھنا ہے کیونکہ سجدہ نماز کی معراج ہے اور حدیث میں بھی آیا ہے ''اقرب مايكون العبد من ربّه وهو ساجد فاكثروا الدعاء فيه''[۴] خدا کے ساتھ بندے کی نزدیک ترین حالت، سجدے کی

۱۔ محمد بن جریر طبری، جامع البیان، بیروت: دارالفکر، ۱۹۸۸، ج ۱۳، ص ۱۱۲۔

۲۔ النہایۃ المحتاج، ج ۴، ص ۳۲۷، محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، بیروت: مؤسسۃ الوفاء، ج ۸۵، ص ۱۵۸۔

۳۔ حوالہ سابق۔

۴۔ احمد بیہقی، السنن الکبری، بیروت: دارالفکر، ج ۲، ص ۱۱۰، یہ حدیث شیعہ کتابوں میں بھی بکثرت پائی جاتی ہے ملاحظہ ہو: میرزا حسین نوری، مستدرک الوسائل، مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، ۱۴۰۸ھ، ج ۴، ص ۴۷۴۔

حالت ہے پس سجدے میں زیادہ دعا کرو اور قرآن مجید میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہوا ہے:

"واسجد واقترب"[۱]

"سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو"

چونکہ سجدہ انتہائی قرب اور انتہائی خضوع وتذلل کا مقام ہے اور یہ فقط خدا ہی کے لیئے مختص ہے۔

لہٰذا اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دیکھیں کہ یہ سجدہ اسلامی روایات، سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کی رو سے، کن چیزوں پر جائز ہے۔ بہت ساری روایتوں میں تاکید ہوئی ہے کہ سجدہ زمین پر ہونا چاہئے۔ لہٰذا ہم "ارض" کی تحقیق کریں گے کہ ارض کا اطلاق کن چیزوں پر ہوتا ہے۔

ارض کے لغوی معنیٰ:

لغت میں زمین یا ہر وہ جسم جو آسمان کے مقابل میں ہو ارض کہلاتا ہے اور ہر چیز کے نچلے حصے کو بھی ارض کہا گیا ہے جس طرح سے ہر چیز کے اوپر کو سماء کہا جاتا ہے"[۲] ارض کی کچھ اس طرح بھی تعریف ہوئی ہے، ارض مؤنث ہے اور اسم

۱۔ علق، ۱۹۔

۲۔ قاموس قرآن، مادہ، (ا، ر، ض)۔

جنس ہے''وکل ما سفل فھو ارض'' ۱؎ ہر نیچے والی چیز کو ارض کہتے ہیں۔ ہر نچلی اور آسمان کے مقابل چیز کو ارض کہتے ہیں ۔ ۲؎ ارض آسمان کے مد مقابلے میں استعمال ہو تو اسکا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے اور کچھ دوسری چیزوں کو بھی شامل کر لیتا ہے جیسے جمادات، نباتات اور حیوانات ''لہ ملک السموات و الارض'' ۳؎ لیکن جب یہ کلمہ مطلقاً استعمال ہو تو اس سے مراد کرہ زمین ہے۔ ۴؎ معلوم ہوا کہ ارض کے مختلف مصادیق ہیں اور یہ مصادیق قرائن کے ذریعے معلوم ہوں گے۔ زمین پر سجدہ از حیث لغت ثابت ہونے والی چیز نہیں ہے کیونکہ یہ ایک شرعی حکم ہے۔ جو روایتیں زمین پر سجدہ کرنے کو واجب بتاتی ہیں وہی روایتیں زمین کے مختلف مصادیق کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیفیت نماز سے متعلق یوں دستور فرماتے ہیں: ''صلوا کما رایتمونی اصلی'' ۵؎ بالکل اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاک پر سجدہ کرتے تھے

۱۔ اسماعیل بن حماد جوہری، الصحاح، مادہ (ا، رض)۔

۲۔ احمد بن فارس بن زکریا، معجم مقاییس اللغۃ، مادہ (ا، ر، ض)۔

۳۔ بروج، ۹۔

۴۔ حسن مصطفوی، التحقیق فی کلمات القرآن، مادہ (س، ج، د)۔

۵۔ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج ۸۲، ص ۲۷۹؛ محمد اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، بیروت: دار الجیل، ج۱ ص۱۶۲۔

اور کبھی نبات پر۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل ہمارے لئے حجت ہے۔ قدر متیقن مصداق ارض وہی خاک ہے اگر ہم شک کریں کہ آیا سجدہ خاک کے علاوہ بھی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تو ہمارے پاس محکم دلیل ہونی چاہیئے ۔ یہاں ہم ارض کے لغوی معنی سے استفادہ اور استنباط نہیں کر سکتے ،اسی طرح کیفیت سجدہ بھی ہم لغت سے معین نہیں کر سکتے کیونکہ صاحب شریعت ،ارض اور سجدہ دونوں کے مصادیق کو بیان کر چکے ہیں، سجدہ کی کیفیت کو بہتر سمجھنے کے لئے ہم ایک اجمالی اور سرسری نظر مسجد وں کے فرش پر ڈالتے ہیں۔

مسجدوں کے فرش پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں:

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں لوگ خاک پر سجدہ کرتے تھے، مسجدیں بغیر کسی فرش کے ہوتی تھیں اور مسلمان نماز خاک پر بجالاتے تھے ۔لیکن بعد میں آہستہ آہستہ مسجدوں کو سنگریزوں کے فرش سے مزیّن کیا گیا چنانچہ اس حوالے سے ہم نمونے کے طور پر اہل سنت کی کتابوں سے بعض روایتیں نقل کرتے ہیں:

عن ابی الولید قال: سالت ابن عمر عما کان بدء هذه الحصباء التی فی المسجد قال: غمّ مطر من اللیل فخرجنا الصلاة الغداة فیجعل الرجل یمر علی البطحاء فجعل فی ثوبه من الحصباء فیصلی فیه قال: فلما رای رسول الله صلی الله علیه وسلم ذاک قال: ماحسن هذه البساط فکان ذلک اول بدئه"[۱]

۱۔ وفاء الوفاء، ج۲ص۶۵۵۔

ابی ولید کہتے ہیں: ابن عمر سے مسجد کے فرش کے بارے میں، میں نے سوال کیا جو کنکروں سے بنا ہوا تھا تو وہ جواب میں کہنے لگے: ایک بارانی رات نماز صبح کے لئے گھر سے باہر نکلا تو ایک شخص کو بطحاء (کنکر) پر چلتے دیکھا جو اپنے دامن میں کنکریاں جمع کئے ہوئے تھا اور پھر اس نے مسجد میں اپنی کنکریوں پر نماز ادا کی۔ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر اس پر پڑھی تو فرمایا: ''یہ کتنا اچھا فرش ہے''۔ پس یہ واقعہ اس کی ابتدا ہے یعنی اس قصے کے بعد باقی مسجدوں میں بھی کنکریوں کا فرش بچھایا گیا۔

اہل سنت کے جیّد عالم دین ''سمہودی'' ابو ولید سے یوں روایت نقل کرتے ہیں:

عن ابی الولید قال : سألت ابن عمر عن الحصباء الذی فی المسجد فقال :" مطرنا ذات لیلة فأ صبحت الارض مبتلة فجعل الرجل یأتی با لحصباء فی ثوبه و یبسطه تحته فلمّا قضی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ما احسن هذا "[1]

ابو ولید کہتے ہیں: کنکریوں کے متعلق جو مسجد نبوی میں بچھائی گئی ہیں ابن عمر سے میں نے پوچھا تو جواب دیا: ایک رات بارش ہوئی اور زمین گیلی ہوگئی اسی دوران ایک آدمی اپنے ہمراہ کچھ کنکریاں لیکر آیا اور اپنے نیچے بچھائیں، جس وقت

۱۔ نورالدین سمہودی، وفاء الوفاء، ج ۲، ص ۶۵۵۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مکمل کی فرمایا: ''یہ کتنا اچھا ہے''۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام بارش کے دوران خاک پر ہی سجدہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خاک پر سجدہ کرتے تھے۔اہل سنت کے ایک بزرگ عالم دین حافظ ابن حجر عسقلانی معروف صحابی ابوسعید خدری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ:

" رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یسجد فی الماء والطین حتی رایت اثر الطین فی جبهته "[1]

ابوسعید خدری کہتے ہیں: میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گِل (گیلی مٹی) پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ گِل (گیلی مٹی) کا نشان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر موجود تھا۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس اہتمام کے ساتھ خاک پر سجدہ کرتے تھے یہاں تک کہ بارش کے دوران بھی اس عمل کو بجالاتے اور اسے ترک نہیں کرتے تھے۔اصحاب بھی پابندی سے خاک پر ہی سجدہ بجالاتے تھے یہ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے ہمیں چاہیے کہ ہم حقیقی معنوں میں سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خود بھی چلیں اور دوسروں کو بھی راہ پر چلائیں۔

۱۔ فتح الباری، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۷، ج ۲، ص ۴۰۹۔

جناب یحیی، بعض سلف سے نقل کرتے ہیں:

" انہ کان اذا خرج بالحصاۃ من المسجد فی ثوبہ او نعلہ امر بردھا الی المسجد "[۱]

جس وقت کوئی شخص اپنے لباس یا جوتے کے ساتھ کوئی کنکر مسجد سے باہر لے آتا اسے وہ کنکر دوبارہ مسجد میں پہنچانے کا حکم ملتا۔ اہل سنت کے معروف مورخ حلبی لکھتے ہیں:

" ان تحصب کان بامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "

مسجد میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے حکم سے کنکریوں کا فرش بچھایا گیا تھا۔

وہ مزید لکھتے ہیں:

''اول من فرش الحصر فی المسجد عمر بن خطاب و کان قبل ذلک مفروشاً بالحصباء ای فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم''[۲]

سب سے پہلے جس شخص نے مسجد کے فرش کو کنکریوں سے حصیر میں تبدیل کیا وہ عمر بن خطاب ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسجد کا فرش کنکریوں سے بنا ہوا تھا۔ حلبی ایک اور مقام پر یوں رقمطراز ہیں:

'' و قد کان یعد فرش البواری فی المسجد بدعۃ کانوا لا یرون ان یکون بینھم و بین الارض حائل ھذا کلام الاحیاء ای

۱۔ وفاء الوفاء، ج۲ص ۶۵۵۔

۲۔ سیرۃ حلبیہ، دار المعرفہ، ج۲، ص ۲۶۷

والحصباء لا تعد حائلاً ''[1]

بوریا (وغیرہ) کا فرش مسجد میں بدعت سمجھا جاتا تھا۔اصحاب اپنے اور زمین کے درمیان کسی اور چیز کو حائل نہیں دیکھ سکتے تھے۔یہ احیاء کا کلام ہے یعنی کنکر حائل نہیں سمجھا جاتا ہے۔

۱۔حوالہ سابق۔

دوسرا باب

سجدہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی سیرت

سجدہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی سیرت

پیغمبر اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے نمونہ عمل ہے چنانچہ قرآن مجید بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ ''[1] تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے۔

لہٰذا ہم قرآن مجید کی پیروی کرتے ہوئے سب سے پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی زندگی میں سجدہ کے مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ آپ ہی دین کو لانے والے، دین کو سمجھانے والے اور پہنچانے والے ہیں۔ آپ ۲۳ سال مسلسل سفر وحضر میں ہر جگہ پانچ وقت مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے رہے ہیں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ دستور بھی دیا ہے:

''صلوا کما رایتمونی اصلی''[2]

اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو یعنی جس طرح میں نماز پڑھتا ہوں تم بھی اسی طرح نماز پڑھا کرو۔ تو اس لیے ضروری ہے کہ ہم پہلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز اور سجدہ کو دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی حالت

۱۔ احزاب، ۲۱۔

۲۔ احمد بیہقی، السنن الکبری، بیروت: دار الفکر، ج ۲، ص ۳۴۵۔

میں جب سجدہ کرتے تھے تو کس چیز پر سجدہ کرتے تھے، خاک پر؟ یا کسی اور چیز پر؟ شیعہ، سنی روایتوں میں، سجدے کے متعلق آپ کے کچھ عملی شواہد اور نمونے ملتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خاک پر ہی سجدہ کیا کرتے تھے۔

مشہور صحابی براء بن عازب کا بیان ہے:

"کنا نصلی مع االنبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذاقال سمع اللّٰہ لمن حمدہ لم یحن احد مناظھرہ حتی یضع النبی جبھتہ علیٰ الارض "[۱]

ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے جب "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" کہا ابھی ہم میں سے کوئی بھی نہیں جھکا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیشانی کو زمین پر رکھ دیا۔

ابن حجر عسقلانی اس حدیث کو متفق علیہ جانتے ہیں[۲]

ابو سعید خدری کہتے ہیں:

"رایت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد فی الماء والطین حتیٰ رایت اثر الطین فی جبھتہ "[۳]

میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گل پر سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ یہاں تک کہ مٹی کا نشان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر نمودار تھا۔

۱۔ ابن حجر عسقلانی، تلخیص الحبیر، دار الفکر، ج۴، ص ۳۷۹۔

۲۔ حوالہ سابق۔

۳۔ محی الدین النووی، المجموع، دار الفکر، ج ۶، ص ۴۶۵، صحیح البخاری، ج ۱، ص ۲۰۶۔۲۰۷۔

یہ روایت عبداللہ بن اَنس اور ابی سلمہ سے بھی نقل ہوئی ہے۔

وائل کہتے ہیں:

"رایت عن نبی ﷺ اذاسجد وضع جبهته وأنفه علی الارض"[۱]

پیامبر خدا ﷺ کو دیکھا کہ جس وقت سجدہ کرتے تھے اپنی پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے:

"قالت :مارایت رسول الله ﷺ متقيا وجهه بشيء،تعني في السجود"[۲]

آپ کہتی ہیں: میں نے پیغمبر خدا ﷺ کو سجدے کی حالت میں کبھی اپنی صورت کو کسی چیز سے چھپاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

یعنی پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ مسلسل زمین پر ہی سجدہ کرتے تھے یہاں تک کہ بارش کے دنوں میں بھی گِل پر سجدہ کرتے تھے۔ اگر سجدہ لباس وغیرہ پر جائز ہوتا تو کم از کم آپ گِل کے بجائے اس پر سجدہ کرتے لیکن آپ ﷺ نے ہر گز ایسا نہیں کیا بلکہ دوسرے اصحاب کو بھی ایسا کرنے سے روکا۔ اس بارے میں مزید بحث آگے آئے گی۔

۱۔ ابوبکر جصاص، احکام القرآن، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۵، ج ۳، ص ۲۷۲۔

۲۔ متقی ہندی، کنز العمال، بیروت: موسسۃ الرسالہ، ج ۸، ص ۱۳۰، ح ۲۲۲۴۱۔

معروف صحابی ابن عباس کہتے ہیں:

"رایت رسول اللہ ﷺ یصلی فی کساء ابیض فی غداة باردة، یتقی بالکساء بردالارض بیده ورجله"[۱]

ایک دن صبح کے وقت ہوا ٹھنڈی تھی، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ ایک سفید چادر اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور اپنے ہاتھ پیر کو زمین کی ٹھنڈک کی وجہ سے چادر میں چھپا رہے تھے۔

دوسری روایت میں یوں آیا ہے:

"لقد رایت رسول اللہ ﷺ فی یوم مطیر وهو یتقی الطین اذا سجد بکساء علیه، یجعله دونه یدیه الی الارض اذا سجد"[۲]

ایک روز برسات میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسطرح سجدہ کرتے ہوئے دیکھا آپ نے گل سے بچنے کیلئے اپنے نیچے چادر بچھائی ہوئی تھی۔

ابن عباس روایت کرتے ہیں:

"رایت النبی ﷺ یسجد علی الحجر"[۳]

میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۱۔ احمد بیہقی، السنن الکبری، ج ۲، ص ۱۰۸

۲۔ محمد شوکانی، نیل الاوطار، بیروت: دارالجیل، ج ۲، ص ۲۹۰

۳۔ السنن الکبری، ج ۵، ص ۷۵۔

ثابت بن صامت کا بیان ہے:

"اِن رسول للّٰه صلی اللہ علیہ وسلم یصلّی فی بنی عبد الأشهل وعلیه کساء متلفّف به، یضع یدیه علیه بقیه بر دالحصی"۱

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حالت میں قبیلہ بنی عبدالاشہل میں نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک پر عبا تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں لپٹے ہوئے تھے۔ کنکروں کی ٹھنڈک سے بچنے کیلئے اپنے ہاتھوں کو عبا پر رکھتے تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں:

"جاء ناالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلّی بنافی مسجد بنی عبدالا شهل فرایته واضعاً یدیه علی ثوبه"۲

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان آئے اور ہمارے ساتھ بنی عبدالاشہل کی مسجد میں نماز پڑھی اور میں نے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ اپنے کپڑوں پر رکھے ہوئے تھے۔"

اہل سنت کی ان معتبر روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ سجدہ خاک پر ہی کرنا چاہئے۔

سجدے میں اصل خاک ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاک کو ہی اہمیت دی ہے یہاں تک کہ برسات کے ایام میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور چیز پر سجدہ کرنے

۱۔ محمد قزوینی، سنن ابن ماجہ، بیروت: دارالفکر، ج۱، ص ۳۲۹۔

۲۔ حوالہ سابق۔

کی بجائے گل (گیلی مٹی) پر ہی سجدہ کرتے اور اسی لیے اصحاب خاک کے نشان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک پر دیکھتے تھے۔ البتہ کچھ اور روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی پتھر اور کنکروں پر بھی سجدہ بجالاتے تھے۔ ان روایتوں کی روشنی میں خاک کے علاوہ پتھر اور کنکر پر بھی سجدہ کرنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ بہت ساری روایتوں میں ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ پر سجدہ کرتے تھے۔

خمرہ پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سجدہ:

شیعہ، سنی دونوں مکاتب فکر کی حدیثی اور فقہی کتابوں میں خمرہ کا ذکر آیا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ پر سجدہ کیا کرتے اور اس پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

خمرہ، اہل سنت روایات میں:

حضرت عائشہ سے مروی ہے:

''ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی علی خمرۃ''[1]

بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خمرہ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضرت میمونہ کہتی ہیں:

۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ج ۶، ص ۲۴۸۔

''وكان يصلى على خمرة''[۱]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت ام سلیم روایت کرتی ہیں:

''ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كان يصلى على الخمرة''[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہمیشہ خمرہ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ام سلمہ سے بھی یوں نقل ہوا ہے:

''ان النبى صلی اللہ علیہ وسلم كان يصلى على الخمرة''[۳]

بیشک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خمرہ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور ہمسر گرامی ام حبیبہ کہتی ہیں:

''ان النبى صلی اللہ علیہ وسلم كان يصلى على الخمرة''[۴]

بیشک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ پر ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

تمام ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کی کیفیت سے آگاہ کر رہی ہیں۔ اہل سنت کے بزرگ عالم دین محدث اور معروف رجالی جناب ہیثمی ان روایتوں کو نقل کرنے کے بعد ان کی سند کے بارے میں صحت کا

۱۔ مسلم بن حجاج نیشابوری، صحیح مسلم، بیروت: دار الفکر، ج ۲، ج ۲، ص ۱۲۸۔

۲۔ نور الدین ہیثمی، مجمع الزوائد، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۸، ج ۲، ص ۵۶، ۵۷۔

۳۔ حوالہ سابق۔

۴۔ حوالہ سابق۔

فتوی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہیں۔ازواج نبی کے علاوہ بعض صحابہ کرام بھی اس قسم کی روایت نقل کرتے ہیں۔

حضرت جابر کہتے ہیں:

''انه كان يصلى على الخمرة''[۱]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضرت انس کہتے ہیں:

''كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى على الخمرة،وفى رواية يسجد عليها''[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔ایک اور روایت کے مطابق اور خمرہ ہی پر سجدہ کرتے تھے۔

معروف صحابی حضرت عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں:

''و كان يصلى على خمرة''[۳]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

اہل سنت کی مزید روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خمرہ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔جب کبھی مسجد میں نماز پڑھنے نہیں پہنچ پاتے تو اپنی کسی اہلیہ

۱۔حوالہ سابق۔

۲۔حوالہ سابق۔

۳۔محمد شمس الحق العظیم آبادی،عون المعبود،بیروت:دار الکتب العلمیہ،۱۴۱۵ھ،ج۲،ص۲۵۲۔

کو حکم دیتے کہ مسجد سے خمرہ لے آئیں تا کہ اس پر نماز پڑھ سکیں اور سجدہ کر سکیں۔

حضرت ام ایمن کا بیان ہے:

"قال رسول للہ ﷺ: ناولینی الخمرة من المسجد ،قلت :انی حائض .قال:ان حیضتک لیست فی یدک"[۱]

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مسجد سے خمرہ لانے کا حکم دیا تو میں نے عرض کیا کہ میں حیض سے ہوں، فرمایا: تمہارے ہاتھ تو اس سے آلودہ نہیں ہیں

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ فرمایا:

"قال رسول اللہ ﷺ:"ناولینی الخمرة من المسجد قالت :قلت:انی حائض .قال:ان حیضتک لیست فی یدک"[۲]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مسجد سے خمرہ لانے کا حکم دیا تو میں نے (معذوری ظاہر کی اور) کہا میں ایام عادت (حیض) میں ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ہاتھ تو آلودہ نہیں ہیں۔

ابن عمر سے نقل ہوا ہے:

"انہ کان یأمر جاریتہ ان تناولہ الخمرة من المسجد فتقول انی حائض ،فیقول ان حیضتک لیست فی کفک فتناولہ "[۳]

۱۔ احمد ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، ج۸، ص ۳۶۱۔

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، بیروت: دار صادر، ج ۶، ص ۴۵۔

۳۔ عبداللہ دارمی، سنن الدارمی، دمشق: مطبعۃ الاعتدال، ج ۱، ص ۲۴۹۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کنیز کو مسجد سے خمرہ لانے کا حکم دیا تو وہ کہنے لگی کہ میں حائض ہوں، فرمایا: تمہارے ہاتھ تو نجس نہیں ہیں۔

اہل سنت کی ان تمام روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ پر نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے تھے۔

خمرہ، شیعہ روایات میں:

شیعہ کتابوں میں بھی خمرہ سے متعلق مختلف روایتیں ملتی ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ امام سجاد علیہ السلام خمرہ پر سجدہ کرتے تھے

"کان ابی علیہ السلام یصلی علی الخمرۃ یجعلها علی الطنفسة ویسجد علیها، فاذالم تکن خمرة جعل حصا علی الطنفسه حیث یسجد"[1]

یہ روایت امام صادق یا امام باقر علیہما السلام سے مروی ہے کہ فرمایا: میرے بابا خمرہ پر نماز پڑھتے اور خمرہ کو طنفسہ پر رکھتے اور اس پر سجدہ کرتے اور جس وقت خمرہ نہ ہوتا تو سجدہ کرتے وقت کنکر کو طنفسہ پر رکھتے (اور نماز پڑھتے تھے)

ایک روایت میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

۱۔ حسن طوسی، تہذیب الاحکام، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۶۵ش، ج ۲، ص ۳۰۵۔ (طنفسہ سے مراد وہ بچھونا ہے جو خرما کی ٹہنیوں سے بنایا جاتا ہے)۔

"لاتستغني شيعتنا عن اربع :خمرة يصلي عليها...."[۱]

ہمارے شیعہ چار چیزوں سے بے نیاز نہیں، پہلی چیز خمرہ ہے کہ جس پر وہ نماز پڑھتے ہیں۔

زرارہ، امام باقر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں:

"سئلته عن المريض كيف يسجد؟فقال:على خمرة...يرفعه اليه هو افضل من الايماء"[۲]

زرارہ کہتے ہیں: میں نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ مریض کیسے سجدہ کرے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مریض خمرہ کو اٹھائے اور اس پر سجدہ کرے ایسا کرنا اشارہ کرنے افضل ہے۔

شیعہ اور سنی روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ پر نماز پڑھتے تھے۔اسی طرح اہل بیت بھی خمرہ پر نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے تھے نیز اصحاب وتابعین بھی خمرہ پر نماز پڑھتے تھے۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل ہے کہ:

"انه كان يصلي على الخمرة"[۳]

آپ خمرہ پر نماز پڑھتے تھے۔

۱۔تہذیب الاحکام، ج۶،ص۷۵۔

۲۔حر عاملی، وسائل الشیعہ ،قم: مؤسسہ آل البیت لاحیاء التراث، ۱۴۱۴ھ، ج۵،ص۳۶۴۔

۳۔ابوبکر ابن ابی شیبہ، المصنف ، بیروت: دار الکتب العلمیہ ،۱۹۹۵، ج۱،ص۳۵۰۔

اسی طرح کچھ روایتوں میں عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں بھی یوں نقل ہوا ہے:

''کان عمر بن عبد العزیز یصلی علی الخمرة''[1]

عمر بن عبدالعزیز خمرہ پر نماز پڑھتے تھے۔

دونوں مکاتب فکر کے علماء اور فقہاء بھی خمرہ پر نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ خمرہ سے مراد کیا ہے؟

خمرہ یا سجدہ گاہ:

خمرہ، سجدہ گاہ ہے کہ جسے خرما کے پتوں سے بنایا جاتا ہے چنانچہ امام مسلم نیشاپوری فرماتے ہیں:

''الخمرة هی السجادة الصغیرة مقدار مایسجد علیها''[2]

خمرہ، یہ چھوٹی جائے نماز ہے جس کی وسعت اتنی ہے کہ اس پر سجدہ کیا جا سکے۔ یعنی خمرہ اس حد تک بڑا ہے کہ نماز میں اس پر سجدہ کیا جا سکے۔

اہل سنت کے نامور محدث عظیم آبادی لکھتے ہیں:

''الخمرة هی مقدار مایضع الرجل علیه وجهه فی سجوده

۱۔ احمد بن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج۱، ص۶۴۴۔

۲۔ صحیح مسلم، مصر: مکتبہ مطبعہ محمد علی صبیح، ج۱، ص۱۶۸۔

ولاتکون خمرة الا فی ھذالمقدار"[۱]

خمرہ جسامت کے اعتبار سے اتنا ہوتا ہے کہ انسان سجدہ کے وقت بہ آسانی اپنا چہرہ اس پر رکھ سکے، خمرہ اس مقدار سے بڑھ کر نہیں ہے۔

"وفی حیاةالحیوان الخمرة السجادة التی یسجد علیها المصلی سمیت بذالک لانها تخمر الوجه ای تغطیه"[۲]

کتاب حیاۃ حیوان میں ہے: خمرہ چھوٹی جانماز ہے کہ جس پر نمازگزار سجدہ کرتا ہے اور اسے خمرہ اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ چہرے کو چھپاتا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں:

"الخمرة هی مقدار مایضع الرجل علیه وجهه فی سجوده.......

ولاتکون خمرة الافی هذالمقدار"[۳]

خمرہ کا اندازہ اتنا ہے کہ مرد سجدے کی حالت میں اس پر اپنا چہرہ رکھ سکے، خمرہ اس مقدار سے زیادہ بڑا نہیں ہے۔

صحیح مسلم کے شارح جناب نووی کا کہنا ہے:

" وصرح جماعة بانها لاتکون الاقدر مایضع الرجل حرّ وجهه

۱۔عون المعبود، ج۱۴،ص۱۰۸۔

۲۔حوالہ سابق۔

۳۔النہایۃ فی غریب الحدیث، بیروت: المکتبۃ العلمیہ، ج۲،ص۷۷۔

فی سجودہ"[۱]

ایک گروہ نے تصریح کی ہے کہ خمرہ مقدار میں اس قدر ہے کہ آدمی اپنی صورت سجدہ کی حالت میں اس پر رکھتا ہے۔ حُر الوجہ یعنی رخسار۔

محمد بن عبداللہ علوی، سنن ابن ماجہ پر اپنی حواشی میں لکھتے ہیں:

"ان الخمرة تتسع للسجود فحسب واما الحصير فكان طول الرجل "[۲]

بیشک خمرہ اس قدر بڑا ہے کہ اس پر سجدہ کیا جا سکتا ہے لیکن حصیر یعنی چٹائی انسان کے قد کے برابر ہے۔

خمرہ کو خرما کی ٹہنیوں، پتوں اور شاخوں سے بنایا جاتا ہے۔[۲] بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ زمین پر سجدہ کرنا فرض الٰہی اور خمرہ پر سجدہ کرنا سنت نبوی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے سجدہ زمین پر واجب قرار دیا اور یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے وسعت دی اور خمرہ کو بھی سجدہ گاہ بنا لیا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"السجود على الارض فريضة وعلى الخمرة سنة"[۳]

۱۔ شرح صحیح مسلم، بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ق، ج ۳، ص ۲۱۰، مبارکفوری، تحفۃ الاحوذی، ج ۱، ص ۳۵۳۔

۲۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج ۱، ص ۶۴۴۔

۳۔ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۳، ص ۵۹۳۔

سجدہ، زمین پر فرض الٰہی ہے اور خمرہ پر سنت ہے۔

اہل سنت بھی خمرہ پر سجدہ کرنے کو سنت نبوی جانتے ہیں چنانچہ سعید ابن مسیّب سے نقل ہوا ہے:

''الصلوۃ علی الخمرۃ سنۃ''[۱]

خمرہ پر نماز پڑھنا سنت ہے۔

اہل سنت کے بزرگ عالم دین ابن بطال کا کہنا ہے:

''لاخلاف بین الفقہاء الامصار فی جواز الصلوۃ علیھا''[۲]

خمرہ پر نماز جائز ہونے کے بارے میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ خمرہ پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیت، اصحاب و تابعین سجدہ کرتے اور نماز پڑھتے تھے اور دونوں مکاتب فکر کی روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ زمین پر سجدہ حکم الٰہی اور خمرہ پر سجدہ پیغمبر اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور خمرہ حجم میں اس قدر ہے کہ اس پر سجدہ کیا جا سکے اور اسے زمین سے اگنے والی چیزوں سے بنایا جاتا ہے۔

اب یہاں ہمیں انصاف سے یہ دیکھنا ہوگا کہ شیعہ جو مٹی کی سجدہ گاہ پر سجدہ

۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ج۱، ص ۳۵۱۔

۲۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج۱، ص ۶۴۴

کرتے ہیں کیسے ناجائز ہوسکتا ہے بلکہ یہ وہی سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیت ، اصحاب وتابعین ہے کہ جو شیعہ سنی معتبر اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ لہٰذا اسے بدعت کہنے کی بجائے سنت کہنا چاہئے کیونکہ خمرہ وہی سجدہ گاہ ہے کہ جسے خرما کی شاخوں اور ٹہنیوں سے بناتے تھے۔ اور شیعہ سجدہ گاہ کو مٹی سے بناتے ہیں اور اسے حمل کرتے ہیں تاکہ نماز کے وقت پاکیزہ مٹی پر سجدہ کیا جاسکے اور اسطرح فرش یا لباس پر سجدہ کرنے سے، جو بدعت اور ناجائز ہے بچ سکیں قالین اور لباس وغیرہ پر سجدہ جائز نہ ہونے سے متعلق روایات آئندہ ذکر کرینگے۔

چٹائی پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سجدہ

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاک، کنکر، پتھر اور خمرہ کے علاوہ چٹائی پر سجدہ کرتے تھے اور یہ چٹائی بھی خرما کے درخت کی شاخوں سے بنتی ہے اور یہ بھی نباتات میں شمار ہوتی ہے اور نباتات پر سجدہ کرنا جائز ہے:

اَنس بن مالک کا کہنا ہے" ان رسول اللہ ؐ صلی علی حصیر "[۱]

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چٹائی پر نماز پڑھی ہے۔

ابوسعید خدری کہتے ہیں:

۱۔ احمد ابن حنبل، المسند، ج ۳، ص ۱۰۔

"انه دخل علی رسول اللّٰه ﷺ فوجده یصلی علی حصیر یسجد علیه"[۱]

ایک مرتبہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چٹائی پر نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہوئے پایا۔

سعید بن میبّب کا کہنا ہے کہ "الصلاة علی الحصیر سنة"[۲] چٹائی پر نماز پڑھنا سنت ہے۔

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ چٹائی خرما کی شاخوں سے بنتی ہے جس طرح خمرہ خرما کی ٹہنیوں سے بنتا ہے درواقع یہ دونوں نباتات سے بنتی ہیں اوران پر سجدہ کرنا سنت ہے نباتات اورزمین سے اگنے والی چیزوں پر جو کھانے یا پینے کے کام نہیں آتیں سجدہ کرنا جائز ہے۔

اَنس بن مالک نقل کرتا ہے:

"کان النبی ﷺ یزورام سلیم احیاناً،فتدرکه الصلوة فیصلی علی بساط لنا وهو حصیر ینضحه بالماء"[۳]

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلیم کے ہاں چلے جاتے اور وہاں نماز کا وقت ہوجاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرش پر (جو چٹائی سے بنا ہے) پانی چھڑکاتے اور

۱۔ملاعلی قاری،شرح مسند ابی حنیفہ،بیروت: دارالکتب العلمیہ،ص ۳۱۸۔

۲۔ابن ابی شیبہ،المصنف،ج۱،ص ۳۹۹۔

۳۔مبارکفوری،تحفۃ الاحوذی،بیروت: دارالکتب العلمیہ،۱۴۱۰ھ،ج۲،ص ۲۵۰۔

نماز پڑھتے تھے۔

اَنس سے دوسری روایت جو نقل ہوئی ہے اس میں جملہ: ''فسجد علیه'' آیا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چٹائی پر سجدہ بھی کیا۔

حضرت عائشہ کا کہنا ہے:

''ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان له حصیر یبسطه ویصلی علیه''[1]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چٹائی تھی کہ نماز کے وقت اسے بچھاتے اور نماز پڑھتے تھے۔

سجدہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم

اہل سنت کی بعض کتابوں کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح عملی طور پر زمین پر سجدہ کر کے دکھایا اسی طرح اصحاب کو سجدہ کی تعلیم بھی دی تا کہ امت مسلمہ بعد میں گمراہی کا شکار نہ بنے چانچہ اہل سنت کے عظیم محدث حافظ بیہقی اپنی کتاب میں یہ روایت نقل کرتے ہیں:

"عن رفاعةبن رافع :انه کان جالساعند رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذجاء رجل فدخل المسجد فصلی، فلماقضی صلاته جاء فسلّم علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وعلی القوم فقال له رسول الله وعلیک السلام، ارجع فصلّ فانک لم تصل الی أن قال :ثم یکبّر فیسجّدفیمکّن

۱۔ تحفۃ الاحوذی، ج۲، ص۲۴۹۔

جبهة من الارض حتی تطمئن مفاصله وتستوی"۱

صحابی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفاعۃ بن رافع کا کہنا ہے: میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا اور جب نماز پڑھ چکا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب پر سلام کیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی ہے!

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو نماز کی تعلیم یوں دی: نمازی تکبیر کہتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے اور اپنی پیشانی کو سجدہ کی حالت میں زمین پر اس طرح رکھتا ہے کہ گویا مکمل طور پر وہ مطمئن ہو جائے کہ بدن زمین پر ہے اور دائیں بائیں طرف جھکا ہوا نہیں ہے۔

یعنی سجدہ کی حالت میں پیشانی زمین پر ہی رکھے اور مکمل طور پر پیشانی کو زمین سے چسپاں کرے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نماز میں زمین پر ہی سجدہ کرنا چاہئے اور اگر زمین کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ کیا جائے تو وہ صحیح نہیں ہے اسی طرح فرش وغیرہ پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے. ہمیں چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلیم کردہ طریقہ کے مطابق سجدہ کریں۔

۱۔ السنن الکبری، ج ۲، ص ۱۰۲۔

خاک پر سجدہ اور دستور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی زندگی سے ہمیں دین ملتا ہے نماز اور سجدہ کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات خصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو خاک پر سجدہ کرنے کا حکم دیتے تھے۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کا کہنا ہے:

"رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم غلاما لنا یقال له افلح ،ینفخ اذا سجد،فقال: یاافلح ترب وجهک "[۱]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب افلح نامی غلام کو دیکھا کہ جو سجدہ کرتے وقت پھونک مارتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے افلح! اپنے چہرے کو خاک آلود کرو۔ یعنی زمین پر رکھو۔

ام سلمہ کا کہنا ہے:

" فانّ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول لغلام اسود'یارباح ترب وجهک "[۲]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ غلام سے فرماتے ہیں: اے رباح اپنے چہرے

۱۔ متقی ہندی، کنزلعمال، ج۸،ص۱۳۰۔

۲۔ حوالہ سابق۔

کوخاک پر رکھو۔

حاکم اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں۔[1]

خالد حذاء کا کہنا ہے:

رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم صهیبا یسجد کانّه یتقی التراب فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ترب وجهک یاصهیب"[2]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ صہیب سجدہ کرتے وقت خاک سے بچتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے صہیب! اپنے چہرے کو خاک آلود کرو اور خاک پر رکھو۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ کو حکم دیا:

"عفر وجهک فی التراب"[3]

اپنے چہرے کو خاک پر رکھو۔

ان روایتوں سے ہم دو چیزیں سمجھ سکتے ہیں:

الف: انسان کو چاہئے کہ سجدہ کرتے وقت اپنی پیشانی کو خاک پر رکھے۔

ب: "تـــربّ" کا مادہ ترب سے ہے جس کے معنی خاک ہے اور یہ لفظ "تـرب" امر کی شکل میں آیا ہے اور امر وجوب پر دلالت کرتا ہے لہٰذا خاک پر سجدہ

۱۔ المستدرک، بیروت: دار المعرفہ، ج۱، ص۲۷۱۔

۲۔ عبد الرزاق صنعانی، المصنف، بیروت: مجلس العلمی، ج۱، ص۳۹۲

۳۔ احمد قسطلانی، ارشاد الساری، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج۱، ص۴۰۵۔

کرنا واجب ہے۔

خاک پر سجدہ کرنے کے بہت سے فلسفے ہو سکتے ہیں لیکن اس کی اصلی وجہ نہایت ہی تواضع اور خشوع کا اظہار ہے چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''اذاصلّی احدکم فلیلزم جبهته وأنفه الارض حتیٰ تخرج منه الرغم ،ای یظهر ذله وخضوعه''[1]

جب بھی تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ اپنی پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھے تا کہ خضوع وتذلل کا اظہار ہو سکے۔

امت مسلمہ کو چاہیے کہ وہ حقیقی معنوں میں سیرۂ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنائیں:

''لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة''[2]

تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔

ضلالت وگمراہی سے بچنے کا واحد راستہ اتباع حق ہے۔

سجدہ اور اصحاب وتابعین کی عملی سیرت:

اصحاب وتابعین کی عملی زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ بھی ہمیشہ زمین پر سجدہ کرتے تھے اور کبھی پتھر، کنکر اور زمین سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ کرتے تھے ۔اس سلسلے میں کچھ روایتیں اہل سنت کی معتبر کتابوں سے نقل

۱۔ابن اثیر، مادہ (ر، غ، م)۔

۲۔احزاب، ۲۱۔

کرتے ہیں:

ا۔حضرت ابوبکر سے متعلق بعض روایتوں میں ہے کہ آپ زمین پر ہی سجدہ کیا کرتے تھے جیسا کہ عبدالرزاق اپنی معروف کتاب میں ابی امیہ سے یوں نقل کرتے ہیں:

"بلغنی سمعت ان بابکر الصدیق کان یسجد ویصلی علی الارض"[۱]

بیشک ابوبکر صدیق ہمیشہ زمین پر سجدہ کرتے اور نماز پڑھتے تھے۔

۲۔ابوعبیدہ کا کہنا ہے:

"ان ابن مسعود لایسجد،اوقال: لایصلّی الاعلی الارض"[۲]

معروف صحابی عبداللہ ابن مسعود، زمین کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ نہیں کرتے تھے یا یہ کہ نماز نہیں پڑھتے تھے مگر زمین پر۔

۳۔حافظ بیہقی، نافع سے روایت نقل کرتے ہیں:

"ان ابن عمر اذاسجد وعلیه العمامة یرفعهاحتی یضع جبهته باالارض"[۳]

۴. "کان ابن سیرین اذاسجد علی مکان لایمس انفه الارض

ا۔عبدالرزاق صنعانی، المصنف، ج ا،ص ۳۹۷۔

۲۔حوالہ سابق۔

۳۔السنن الکبری، ج ۲،ص ۴۴۰۔

تحول الی مکان آخر''[1]

ابن سیرین جب کبھی ایسی جگہ سجدہ کرتے جہاں ناک زمین پر نہ لگتی تو وہ جگہ تبدیل کر دیتے تھے۔

۵. ''کان مسروق اذاخرج یخرج بلبنة یسجدعلیھا''[2]

مسروق بن اجدع (آپ ابن مسعود کے شاگرد تھے) جب کبھی گھر سے باہر جاتے تو سجدہ کرنے کے لئے ایک اینٹ اپنے ساتھ لے جاتے تھے تا کہ اس پر سجدہ کرسکیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی یوں نقل کرتے ہیں:

''عن مسروق انه کان یحمل لبنة لیسجد علیھااذارکب السفینة وعن ابن سیرین نحوہ''[3]

مسروق جب کشتی پرسوار ہوتے تو مٹی کی ایک اینٹ اٹھا کر اپنے ساتھ سجدہ کرنے کے لئے لے جاتے تھے۔

ابن سیرین سے بھی اسی قسم کی حکایت نقل ہوئی ہے۔

۶۔ زَرین، عبداللہ بن عباس کے غلام کہتے ہیں:

''کتب الیّ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ان ابعث الیّ بلوح من

۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ج۱، ص۲۹۳۔

۲۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبری، بیروت، دارلفکر، ۱۹۹۴، ج۴، ص۳۳۶۔

۳۔ فتح الباری، ج۱، ص۴۱۰۔

احجار المروہ اسجد علیھا"۱

علی بن عبداللہ ابن عباس نے مجھے لکھ کر بھیجا کہ مروہ پہاڑ کے پتھروں میں سے ایک پتھر مجھے بھیج دو تا کہ میں اس پر سجدہ کروں۔

۷۔حارث غنوی کا کہنا ہے:

"سجد المرة الهمدانی حتی أكل التراب جبهته "۲

مرہ بن شراحیل ہمدانی نے اس قدر خاک پر سجدے کئے کہ خاک ان کی پیشانی کو گویا کھا گئی۔

یعنی آپ اس قدر پابندی کے ساتھ خاک پر ہی سجدہ کرتے تھے کہ گویا خاک نے پیشانی کھالی ہو۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ بزرگان دین کس قدر پابندی سے خاک پر سجدہ کرتے تھے۔

۸۔مسروق بن اجدع جو ابن مسعود کے اصحاب میں شمار ہوتے ہیں وہ زمین کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

"کان مسروق بن اجدع من اصحاب ابن مسعود لا یرخص فی

۱۔محمد ازرقی،اخبار مکہ،قم:منشورات الشریف الراضی،ج۲،ص۱۵۱۔

۲۔عبدالرحمٰن ابن جوزی،صفۃ الصفوۃ،بیروت:دارلفکر،۱۹۹۲،ج۳،ص۱۸۔

السجود علی غیر الارض حتی فی السفینة "[۱]

مسروق زمین کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ کرنے کی اجازت حتی کشتی میں بھی نہیں دیتے تھے۔

۹۔کوفہ کے فقیہ ابراہیم نخعی کہ جن کا شمار تابعین میں ہوتا ہے زمین پر ہی سجدہ کرتے تھے.

"کان ابراهیم النخعی الفقیه الکوفی التابعی یقوم علی البردی ویسجد علی الارض "[۲]

وہ بردی پر کھڑے ہوتے اور زمین پر سجدہ کرتے تھے۔

۱۰۔عروۃ بن زبیر کے بارے میں آیا ہے

"انه کان یکره الصلاة علی شئی دون الارض و کذاروی عن غیر عروه "[۳]

عروہ زمین کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ کرنے کو مکروہ جانتے تھے، اور اسی طرح عروہ کے علاوہ دوسرے افراد سے بھی یہی بات نقل ہوئی ہے۔

۱۔علی احمدی، السجود علی الارض، مرکز الجواہ ۱۴۱۱ھ، ص ۱۹، وہ اس حدیث کو طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۵۳، کے حوالے سے نقل کرتا ہے۔

۲۔نورالدین ہیثمی، مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۵۷۔

۳۔ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج ۱، ص ۶۴۴۔

۱۱۔خلیفہ بنی امیہ،عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں یوں نقل ہوا ہے:

''کان لایکتفی بالخمرة ،بل یضع علیها التراب ویسجد علیه''[۱]

وہ خمرہ پرسجدہ کرنے کوبھی کافی نہیں سمجھتے تھے بلکہ خمرہ پرخاک رکھتے اور سجدہ کرتے تھے۔

۱۲۔ہشام کہتے ہیں:

''عن ابیه انه کان یکرہ ان یسجد علی شئی دون الارض''[۲]

ہشام کے والدزمین کے علاوہ کسی اور چیز پرسجدہ کرنے کومکروہ سمجھتے تھے۔

۱۳۔اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معروف صحابی حضرت حذیفہ کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ جب آپ بیمار ہوئے:

''فکان یصلی وقدجعل له وسادۃ وجعل له لوح یسجد علیه''[۳]

اس حالت میں جب آپ نماز پڑھنا چاہتے تو آپ کے لئے جانماز بچھا کر اس پرپتھر کاٹکڑا رکھا جاتا جس پرآپ سجدہ کرتے تھے۔

اہل سنت کی ان روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سجدہ زمین یااجزاء زمین کے علاوہ کسی اور چیز پرجائزنہیں ہے۔

یہ ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کے طریقہ سے

۱۔حوالہ سابق۔

۲۔ابوبکرعبداللہ ابن ابی شیبہ،المصنف ،ج۱،ص۲۴۶۔

۳۔حوالہ سابق،ص۳۵۳۔

امت کو آگاہ کیا۔ صحابہ اور تابعین عملی طور پر مسلسل اسی سیرت پر چلتے رہے ہیں اور یہی صحیح اور ثابت شدہ عمل ہے اور یہی طریقہ گمراہی سے بچنے کا واحد ذریعہ ہے۔

صحابہ کا کنکر اور ریت پر سجدہ کرنا

صحابہ نماز کے وقت اپنے ہاتھوں میں کنکریاں اٹھاتے اور انہیں ٹھنڈا کرتے اور جب سجدہ کرتے تو کنکریوں کو اپنی پیشانیوں کے نیچے رکھتے اور ان پر سجدہ بجالاتے تھے، اس حوالے سے بہت ساری روایتیں اہل سنت کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔ ہم یہاں بعض روایتوں کو اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔

جابر بن عبداللہ کا کہنا ہے:

"كنت اصلی الظهر مع رسول الله ﷺ فآخذ قبضة من الحصى لتبرد في كفي أضعها لجبهتي أسجد عليها لشدة الحر"[۱]

میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں ظہر کی نماز پڑھا کرتا تھا اور گرمی کی شدت کی وجہ سے مٹھی بھر کنکریاں اٹھالیتا تھا تاکہ وہ ٹھنڈی ہو جائیں اور پھر ان پر سجدہ کرسکوں۔ ہیثمی اس حدیث کو صحیح جانتے ہیں۔[۲]

پیغمبر اکرم ﷺ کے ایک اور معروف صحابی انس بن مالک کہتے ہیں:

"كنّا نصلي مع رسول الله ﷺ في شدة الحر فيأخذ احدنا

۱۔ نورالدین ہیثمی، مجمع الزوائد، ج۱، ص۳۰۵۔

۲۔ حوالہ سابق۔

الحصباء فی یدہ فاذابردوضعہ وسجد علیہ "۱

ہم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شدید گرمی کے دنوں میں نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم میں سے ہر ایک اپنی مٹھی میں کنکریاں اٹھا کر انہیں ٹھنڈا کرتے پھر انہیں سجدہ کی جگہ رکھ کر ان پر سجدہ کرتے تھے۔

یہ حدیث ہیثمی کے نزدیک صحیح ہے ۲

حافظ بیہقی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

"قال الشیخ: ولو جاز السجود علی ثوب متصل بہ لکان ذلک اسھل من تبرید الحصی فی الکف ووضعھا للسجود" ۳

شیخ کا کہنا ہے کہ: اگر بدن سے متصل لباس پر سجدہ کرنا جائز ہوتا تو یقینی طور پر یہ کام کنکر مٹھی میں ٹھنڈا کرنے اور پھر اسے سجدہ کیلئے رکھنے سے کہیں زیادہ آسان تھا۔

سجدہ لباس پر جائز ہوتا تو یہ کنکریوں کو ٹھنڈا کرنے سے کہیں زیادہ بہتر تھا لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت نہیں دی البتہ لباس متصل ہو یا منفصل کوئی فرق نہیں ہے۔ روایت مطلق ہے کہ جو لباس متصل اور منفصل دونوں کو شامل کرتی ہے۔ فقہاء اس حدیث کو سجدہ سے متعلق باب میں نقل کرتے

۱۔ حوالہ سابق۔

۲۔ حوالہ سابق۔

۳۔ السنن الکبری، ج ۲، ص ۱۰۵۔

ہیں کیونکہ اصحاب ،شدید گرمی کی وجہ سے اپنی پیشانیاں اپنے لباسوں کے کناروں پر رکھ کر سجدہ کرتے تھے لیکن انہیں اس کام سے روکا گیا۔جس وقت اصحاب نے شدت گرمی کی شکایت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لباس کے کنارے پر سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

خباب بن ارت صحابی کہتے ہیں:

"شكونا الى رسول صلى الله عليه وسلم شدّة الرمضاء فى جباهنا واكفّنا فلم يشكنا"۱

ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نماز پڑھتے وقت اپنے چہروں اور ہاتھوں کے لئے ریت کے گرم ہونے کی شکایت کی،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری شکایت پر کوئی توجہ نہ دی۔

اس حدیث کو اہل سنت کے بعض محدثین صحیح جانتے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں:

"وهو حديث صحيح رواه مسلم"۲۔

یہ روایت صحیح ہے کہ جسے مسلم نے نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن مسعود سے بھی روایت ہے:

۱۔محمد کحلانی،سبل السلام،مصر:شرکۃ مکتبۃ مصطفیٰ البابی،۱۳۷۹ھ،ج۱،ص۱۱۰۔

۲۔حوالہ سابق۔

" شکونا الی رسول ﷺ شدّة الرمضاء فی جباهنا و اکفّنا فلم یشکنا"۱

ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نماز پڑھتے وقت اپنے چہروں اور ہاتھوں کے لئے ریت کے گرم ہونے کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری شکایت پر کوئی توجہ نہ دی۔

جابر بن عبداللہ کا کہنا ہے " شکونا الی رسول ﷺ الرمضاء فی جباھنا و اکفّنا فلم یشکنا" ۲

ہم نے (نماز جماعت میں) اپنے چہروں اور ہاتھوں کے لئے ریت کے گرم ہونے کی شکایت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی لیکن آپ نے توجہ نہ دی ۔

ان تینوں روایتوں میں قابل غور بات یہ ہے کہ شکایت کرنے والے فقط جناب ابن مسعود اور جابر نہیں ہیں بلکہ تین روایتوں میں دو مرتبہ لفظ" شکونا و فلم یشکنا " آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کئی مرتبہ بہت سارے اصحاب رضی اللہ عنہم مل کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور نماز کے دوران سجدے کی حالت میں زمین کی حرارت اور گرمایش کی شکایت کرتے ہیں لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کی شکایت پر توجہ نہیں دیتے اور ان کو لباس وغیرہ پر سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔

اس بارے میں اہل سنت کے بزرگ عالم دین جناب ابن اثیر اپنی

۱۔نورالدین ہیثمی ،مجمع الزوائد، ج۱،ص ۳۰۵۔۳۰٦۔

۲۔حوالہ سابق۔

معروف ومشہور کتاب میں لکھتے ہیں:

''والفقهاء یذکرونه فی السجود فانهم کانوا یضعون اطراف ثیابهم تحت جباههم فی السجود من شدّة الحر فنهوا عن ذلک وانهم لمّا شکو الیه مایجدون من ذلک لم یفسح لهم ان یسجدو علی طرف ثیابهم''[۱]

اہل سنت فقہاء اس حدیث کو سجدہ سے متعلق باب میں نقل کرتے ہیں، کیونکہ اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شدید گرمی کی وجہ سے، اس سے بچنے کی خاطر، اپنے لباسوں کے کنارے پر اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ کرتے تھے۔ لیکن ان کو اس کام سے روکا گیا۔ جس وقت اصحاب نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شدید گرمی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شکایت کے باوجود ان کو لباس کے کنارے پر سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض روایتوں میں جو آیا ہے کہ بعض صحابہ گرمی کی شدت کی وجہ سے لباس پر سجدہ کرتے تھے، جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کام سے منع کیا اور صحابہ کو لباس پر سجدہ کرنے سے روکا۔

''ان رجلا سجد الی جنب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی عمامته فحسر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جبهته''[۲]

۱۔ النہایہ، مادہ، (ش، ک، ی)۔

۲۔ علی بن اثیر، اسد الغابہ، تہران: انتشارات اسماعیلیان، ج ۳، ص ۹۔

ایک شخص نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب اپنے عمامے پر سجدہ کیا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی پیشانی سے اس کے عمامہ کو ہٹایا

اس طرح اس صحابی کو اس کام کے جائز نہ ہونے سے متعلق سمجھا دیا کہ یہ کام جائز نہیں ہے۔لباس پر سجدہ سے متعلق ہم آگے بحث کریں گے۔

نماز ظہر میں تأخیر

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ خاک پر سجدہ کرتے تھے اور یہی دستور صحابہ کو بھی دیتے کہ وہ بھی خاک پر ہی سجدہ کریں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت گرمیوں میں بھی لباس وغیرہ پر سجدہ کرنے سے پرہیز کرتے اور صحابہ کو بھی اس کام سے منع فرماتے تھے۔

خاک پر سجدہ کی اہمیت کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کو سخت گرمیوں میں نماز ظہر تأخیر سے پڑھنے کا حکم دیتے تا کہ ہوا کچھ ٹھنڈی ہو جائے تو نماز پڑھیں۔

ابوذر کا کہنا ہے:

"اذّن مؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الظھر فقال: ابرد،ابرد،اوقال: انتظر،انتظر" [1]

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن ظہر کی اذان دینے لگے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

۱۔صحیح البخاری،ج۱،ص۱۳۵۔

فرمایا: ہوا ٹھنڈی ہونے کا انتظار کرو یا فرمایا: انتظار کرو، انتظار کرو۔

ابو ہریرہ کا کہنا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اذااشتدالحر فأبردوا بالصلاة فان شدة الحر من فیح جهنّم''[۱]

جب گرمی شدت اختیار کرے تو ہوا ٹھنڈی ہونے تک نماز پڑھنے کے لئے انتظار کریں کیونکہ شدید گرمی حرارت جہنم ہے.

یہ روایت شیعہ کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ معاویہ بن وہب امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''کان المؤذن یأتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الحر فی صلاة الظهر، فیقول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ابرد، ابرد''[۲]

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مؤذن ظہر کے وقت گرمیوں میں اذان دینے کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہوا گرم ہے ٹھنڈی ہونے تک انتظار کرو۔ ان تمام روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ خاک پر ہی ہونا چاہیے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاک پر سجدہ کرنے کی خاطر اپنے مؤذن کو بھی ظہر کی اذان دیر سے دینے کا حکم دیتے ہیں۔ اگر سجدہ لباس پر جائز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سجدہ کرتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔

۱۔ حوالہ سابق۔

۲۔ میرزا نوری، مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۱۱۲۔

سجدہ میں ناک کا زمین پر رکھنا

شیعہ سنی دونوں مکاتب فکر کے علماء کے درمیان اس بات پر اتفاق ہے کہ سجدہ سات اعضاء پر مشروع ہے:

"واتفقوا علی ان السجود علی سبعة مشروع"[1]

علماء متفق ہیں کہ سجدہ، سات اعضاء پر جائز ہے۔

لیکن اختلاف اس میں ہے کہ اعضاء سبعہ میں سے کن پر سجدہ واجب ہے۔

امام ابوحنیفہ کا کہنا ہے:

"سجدہ کی حالت میں اعضاء سبعہ (سات عضو) میں سے صرف پیشانی یا ناک کا زمین پر رکھنا واجب ہے"[2]

ابوحنیفہ باقی اعضاء کے ذریعے سجدہ کو واجب نہیں سمجھتے بلکہ اگر پیشانی کے علاوہ صرف ناک سے سجدہ کرلیا جائے تو کافی ہے۔

اہل سنت کے جلیل القدر عالم دین شوکانی کا کہنا ہے:

"فذهبت العترة والشافعی فی احد قولیه الی وجوب

۱۔ یحی بن ہبیرہ، الافصاح عن معانی الصحاح، دار لکتب العلمیہ، ج۱، ص۵۸۔

۲۔ نیل الاوطار، ج۲، ص۲۵۸۔

السجود علی جمیعھا "[1]

اہل بیت عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام شافعی (ایک فتویٰ کے مطابق) قائل ہیں کہ سجدہ تمام اعضاء سبعہ کے ذریعے بجالانا واجب ہے کیونکہ روایتوں میں سجدہ سے متعلق زیادہ تاکید ہوئی ہے. جیسے ابن عباس کی یہ حدیث:

''امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یسجد علی سبعة اعضاء ... الجبھة و الیدین و الرکبتین و الرجلین''

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعضاء سبعہ کے ذریعے سجدہ کرنے کا حکم دیا یعنی پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں ٹخنے اور دونوں پیر۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ''اُمرت ان اسجد علی سبعة اعظم'' پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ''سبعۂ اعظم'' کے ساتھ سجدہ کروں۔

اہل سنت کے معروف مفسر بیضاوی کا کہنا ہے:

''وعرف ذلک بالعرف و ذلک یقتضی الوجوب''[2]

اعضاء سبعہ کے ذریعے سجدہ کا مسئلہ عرفی ہے اور یہ اقتضاء وجوب ہے۔

شوکانی کہتے ہیں:

''والحدیث یدل علی وجوب السجود علی السبعة الاعضاء

۱۔ حوالہ سابق۔

۲۔ حوالہ سابق۔

جمیعا‘‘[۱]

یہ حدیث، اعضاء سبعہ کے ذریعے سجدہ کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے پھر وہ آگے جا کر کہتے ہیں: ناصر، مرتضیٰ، ابوطالب اور شافعی (ایک قول کے مطابق) قائل ہیں کہ سجدہ میں پیشانی مکشوف ہونی چاہیے یعنی پیشانی اور زمین کے درمیان کوئی اور چیز حائل نہ ہو لیکن باقی اعضاء کے لئے مکشوف ہونا ضروری نہیں بلکہ باقی اعضاء کو فرش، لباس یا کسی اور چیز پر بھی رکھ کر سجدہ کیا جا سکتا ہے۔

شیعہ بھی اسی چیز کے قائل ہیں کہ پیشانی کا، بغیر کسی حائل کے زمین پر رکھنا واجب ہے لیکن باقی اعضاء میں ایسا ضروری نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہ کہتے ہیں:

’’اعضاء سبعہ کا سجدہ میں رکھنا واجب نہیں ہے۔

انکے نزدیک پیشانی کا سجدہ میں رکھنا بھی واجب نہیں ہے بلکہ اگر کوئی شخص پیشانی کے بغیر ناک کے ذریعے سجدہ کرے تو بھی کافی ہے اسی طرح ان کے نزدیک پیشانی کا مکشوف ہونا بھی ضروری نہیں ہے بلکہ عمامہ کے پیچ پر بھی سجدہ کیا جا سکتا ہے‘‘[۲]

شیعوں کے نزدیک سجدہ میں اعضاء سبعہ کا زمین پر رکھنا واجب ہے اور اسی

۱۔ حوالہ سابق۔

۲۔ حوالہ سابق ص ۲۶۰۔

طرح ناک کو زمین پر رکھنا سنت اور فضیلت ہے۔

شیخ طوسیؒ کہتے ہیں:

"وضع الجبهة على الارض في حال السجود فرض ،ووضع الانف سنة " پھر کہتے ہیں: **"دليلنا :اجماع الفرقة وحديث حمادوزرارة"**[1]

سجدے کی حالت میں زمین پر پیشانی کا رکھنا واجب اور ناک زمین پر رکھنا سنت ہے اس بارے میں ہماری دلیل اجماع ،اور روایت حماد وزرارہ ہے۔

شیعہ فقہاء سجدے میں ناک کے زمین پر رکھنے کو مستحب اور سنت مؤکدہ سمجھتے ہیں .علامہ حلیؒ کا کہنا ہے:

"السجود على السبعة الاعضاء فريضة و الثامن سنة وفضيلة"[2]

سجدہ میں اعضاء سبعہ کا زمین پر رکھنا واجب اور آٹھویں ،یعنی ناک کا زمین پر رکھنا سنت اور فضیلت ہے۔شیعہ فقہاء کا اجماع ہے کہ سجدے میں ناک کا زمین پر رکھنا مستحب ہے۔

اس بارے میں علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں: "جان لو شیعہ فقہاء خاک پر سجدے کی حالت میں ناک رکھنے کو مستحب جانتے ہیں اور اس پر اجماع ہے لہذا ناک کے کسی

۱۔الخلاف ،قم مؤسسۃ النشر الاسلامی ،ج۱،ص۳۵۵۔

۲۔السرائر ،قم مؤسسۃ النشر الاسلامی ،ج۱،ص۲۲۵۔

بھی حصے کو زمین پر رکھنا کافی ہے‘‘[۱]

لیکن فقہاء اہل سنت، شیعہ فقہاء کے برخلاف آپس میں اختلاف نظر رکھتے ہیں۔

ابوحنیفہ پیشانی کی بجائے فقط ناک کے ذریعے سجدہ کرنے کو کافی سمجھتے ہیں۔[۲]

جبکہ اہل سنت کے دوسرے فقہاء ناک کے ذریعے سجدہ کرنے کو پیشانی کی طرح واجب سمجھتے ہیں۔ سعید بن جبیر، اسحٰق، ابی خیثمہ اور ابن ابی شیبہ ناک کے زمین پر رکھنے کو واجب سمجھتے ہیں۔[۳]

اور بعض ناک کے رکھنے کو مستحب سمجھتے ہیں۔[۴]

سجدہ میں ناک کا زمین پر رکھنا شیعہ اور سنی روایتوں میں تاکید کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’لاصلاة لمن لایمس انفه الارض مایمس الجبین‘‘[۵]

۱۔ الصلاۃ فی الکتاب والسنۃ، ص ۶۱۔

۲۔ موفق الدین ابن قدامہ، المغنی، بیروت: دار الکتاب العربی، ج ۱، ص ۵۱۷۔

۳۔ حوالہ سابق۔

۴۔ یحی بن شرف النووی، شرح صحیح مسلم، بیروت: دار القلم، ۱۹۸۷، ج ۴، ص ۴۵۳۔

۵۔ احمد بیہقی، السنن اکبری، ج ۲، ص ۴۳۷۔

اس کی نماز، نماز نہیں ہے جو ناک کو زمین سے مس نہ کرے جس طرح پیشانی کو مس کرتا ہے۔

دوسری روایت میں آیا ہے:

''لاتقبل صلاة لایصیب الانف الارض مایصیب الجبین''[۱]

نماز قبول نہیں ہوگی جب تک ناک کو اس جگہ نہ رکھے جہاں پیشانی رکھتے ہیں۔

امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

''لاتجزی صلاة لایصیب الانف مایصیب الجبین''[۲]

نماز صحیح نہیں جب تک ناک کو وہاں نہ رکھے جہاں پیشانی رکھتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''لاصلاة لمن لم یصیب انفه مایصیب جبینه''[۳]

اس شخص کی نماز، نماز نہیں جو ناک کو اس جگہ پر نہ رکھے جہاں پیشانی رکھی جاتی ہے۔

یہ روایتیں اس بات پر دلالت کرتیں ہیں کہ پیشانی کو خاک پر ہی رکھنا

۱۔ حوالہ سابق

۲۔ حسن طوسی، تہذیب الاحکام، بیروت: دار التعارف، ۱۹۸۱، ج ۲، ص ۲۹۸۔

۳۔ محمد بن یعقوب کلینی، فروع الکافی، تہران: دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۵۰ش، ج ۳، ص ۳۳۳۔

چاہیے اور پیشانی کے ساتھ ناک کو بھی خاک پر رکھنا چاہیے۔

ابن عباس سے ایک اور روایت منقول ہوئی ہے کہ جس میں مُصلّی کے لیے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب وہ سجدہ کرے تو ناک کو زمین کے ساتھ مس کرے۔

''اذاسجدت فالصق انفک بالارض ''[۱]

جب تم سجدہ کرو تو اپنی ناک کو زمین کے ساتھ مس (الصاق) کرو۔

ان روایتوں میں واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ سجدے کی حالت میں جس طرح پیشانی کا زمین پر رکھنا واجب ہے اسی طرح ناک کو بھی زمین پر رکھنا چاہئے کیونکہ یہ نماز کی قبولیت کیلئے ضروری ہے۔ اگر کپڑے وغیرہ پر سجدہ کرنا جائز ہوتا تو ان تمام روایتوں میں ناک کو زمین سے مس کرنے اور اس پر رکھنے کی اتنی تاکید نہ ہوتی۔

۱۔ عبدالرزاق الصنعانی، المصنف، ج ۲، ص ۱۸۱۔

تیسرا باب

قالین یا کپڑے پر سجدہ

قالین یا کپڑے پر سجدہ

شیعہ، سنی دونوں مکاتب فکر میں جو چیز نماز میں باعث اختلاف بنی ہے وہ کچھ اور چیزوں کے علاوہ سجدہ بھی ہے۔ اہل سنت نماز کی حالت میں قالین، کپڑے اور کارپٹ وغیرہ پر سجدہ کرتے ہیں اور شیعہ ان چیزوں پر سجدہ نہیں کرتے بلکہ بغیر کسی عذر شرعی کے ان چیزوں پر سجدہ کرنے کو موجب بطلان نماز جانتے ہیں ۔شیعہ خاک پر سجدہ کرتے ہیں اور اپنے لیے سجدہ گاہ، پاکیزہ مٹی سے بنا کر گھروں اور مسجدوں میں رکھتے ہیں تا کہ نماز کے دوران پاکیزہ مٹی پر سجدہ کر سکیں۔

اہل سنت، قالین، کارپٹ اور کپڑے پر سجدہ کرتے ہیں اور بعض لوگ سجدہ گاہ (جو پاکیزہ مٹی سے بنتی ہے) پر سجدہ کرنے کی وجہ سے شیعوں کو بدعتی کہتے ہیں اور کبھی ان کی طرف شرک کی نسبت بھی دیتے ہیں حالانکہ گذشتہ بحثوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ خاک پر سجدہ کرنا ہی اصل ہے۔ سب سے پہلے جس نے سجدہ گاہ پر سجدہ کیا وہ خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اہل بیت ، اصحاب و تابعین رضی اللہ عنہم سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے تھے جیسا کہ خمرہ کی بحث سے روشن ہوا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ قالین اور کپڑے پر سجدہ شیعہ، سنی روایتوں کی رو سے جائز ہے یا نہیں۔

اس مسئلہ میں دو قسم کی روایتیں ملتی ہیں۔ ایک میں کپڑے پر سجدہ کی ممانعت ہے جبکہ دوسری میں جواز کا اشارہ ملتا ہے اَب ہم دونوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

۱۔ لباس پر سجدہ کرنا منع ہے:

بہت ساری شیعہ، سنی روایتوں میں قالین، کارپٹ، کپڑے وغیرہ پر سجدہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور سب سے پہلے جس شخصیت نے کپڑے پر سجدہ ممنوع قرار دیا وہ خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ چنانچہ اہل سنت کے محدث حافظ بیہقی نقل کرتے ہیں: صالح بن حیوان سبائی کا بیان ہے:

''ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی رجلا یسجد بجنبه و قد اعتم علی جبهته، فحسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبهته''[۱]

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قریب ایک شخص کو اس حال میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا کہ عمامہ اس کی پیشانی کو ڈھانپے ہوئے تھا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی پیشانی سے عمامہ کو ہٹا دیا تا کہ وہ بغیر کسی حائل کے پیشانی کو زمین پر رکھے اور سجدہ کرے۔

۱۔ السنن الکبریٰ، ج ۲، ص ۴۳۹۔

اگر سجدہ کپڑے پر جائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے کی حالت میں اس کی پیشانی سے عمامہ نہ ہٹاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، نماز کی حالت میں اس کی پیشانی سے عمامے کو ہٹانا اس بات کی دلیل ہے کہ کپڑے پر سجدہ جائز نہیں ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل ہمارے لئے حجت ہے۔ سجدے کی حالت میں پیشانی کا خالی ہونا ضروری ہے اور پیشانی کو بغیر کسی واسطے کے زمین پر رکھنا چاہیے۔

عیاض بن عبداللہ قریشی روایت کرتے ہیں کہ:

"رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا يسجد على كور عمامته فأومأ بيده: ارفع عمامتك واومالى جبهته"[1]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے دیکھا تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: عمامہ ہٹاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اذا كان احدكم يصلى فليحسر العمامة عن وجهه يعني لايسجد على كور العمامة"[2]

جب بھی تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اس کو چاہیے کہ عمامہ کو اپنی صورت سے ہٹائے یعنی عمامہ کے پیچ پر سجدہ نہ کرے۔

۱۔ حوالہ سابق۔

۲۔ حوالہ سابق۔

۲۔لباس پر سجدہ کر سکتا ہے!

گذشتہ روایتوں سے یہ ثابت ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑے پر سجدہ کرنے سے نہ تنہا زبانی طور پر منع کرتے بلکہ عملاً بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ایسا کرنے سے روکا۔البتہ کچھ اور روایتوں سے جواز کا اشارہ بھی ملتا ہے۔

ابو ہریرہ کا کہنا ہے:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد علی کور عمامتہ''[۱]

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے تھے۔

عبداللہ ابن ابی اوفی کہتے ہیں:

''رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد علی کور العمامتہ''[۲]

ابن عباس سے روایت ہے کہ:

''رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی ویسجد علی ثوبہ''[۳]

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑے پر نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

۱۔ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج۱،ص۱۹۴۔

۲۔نورالدین ہیثمی، مجمع الزوائد، ج۲،ص۱۲۵۔

۳۔حوالہ سابق،ص۵۷۔

جابر کہتے ہیں:

''انه صلی اللہ علیہ وسلم کان یسجدعلی کور عمامته''[۱]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے تھے۔

علماء اہل سنت ان روایتوں کو کہ جن میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کپڑے یا عمامہ کے پیچ پر سجدہ ثابت ہوتا ہے، صحیح نہیں جانتے ہیں۔ اہل سنت کی ایک بہت بزرگ عالم جناب ابوحاتم، ابوہریرہ کی روایت سے متعلق کہتے ہیں: ''ھو حدیث باطل''[۲] ابوہریرہ کی وہ روایت جس میں کہا گیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے تھے یہ ایک باطل حدیث ہے۔

اسی طرح ابن ابی اوفی کی روایت کو شوکانی ضعیف قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: ''یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کے سلسلہ سند میں ابوالورقاء ہے جو ضعیف ہے''۔[۳] اس روایت کو ہیثمی بھی ضعیف قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں: ''اس روایت میں سعید بن عنبسہ موجود ہے جو ضعیف ہے''۔[۴] اس طرح ابن عباس کی روایت کو بھی اہل سنت کے علماء ضعیف قرار دیتے ہیں۔[۵] البتہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ

۱۔ مبارکفوری، تحفۃ الاحوذی، ج ۱، ص ۴۰۵۔

۲۔ شوکانی، نیل الاوطار، ج ۲، ص ۲۶۰۔

۳۔ حوالہ سابق۔

۴۔ مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۲۵۔

۵۔ حوالہ سابق۔

ابن عباس کی روایت ایک اور طریقے سے بھی نقل ہوئی ہے کہ جس میں کپڑے پر سجدہ کرنا غیر عادی حالت میں بیان ہوا ہے کہ یہ سجدہ زمین کی گرمی اور سردی سے بچنے کے لئے انجام پایا ہے۔[۱]

جابر بن عبداللہ کی حدیث کے متعلق بھی اہل سنت کے علماء لکھتے ہیں:

''اس حدیث کے سلسلہ سند میں عمرو بن شمر اور جابر جعفی موجود ہیں اور یہ دونوں متروک ہیں''۔[۲]

اہل سنت کے ایک مایہ ناز عالم دین جناب ابن قیم کا اس بارے میں کہنا ہے کہ:

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشانی اور ناک زمین پر رکھ کر سجدہ کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا ثابت نہیں ہے اور یہ مطلب نہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی حسن حدیث سے ثابت ہے اور ابو ہریرہ کی روایت کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرتے تھے۔

یہ روایت عبداللہ بن محرز سے نقل ہوئی ہے اور وہ متروک ہے۔ جابر کے راویوں میں عمرو بن شمر اور جابر جعفی ہیں گویا متروک نے متروک سے روایت کی ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاک، گِل اور خمرہ (جو خرما کے درخت کے پتوں سے بنایا جاتا

۱۔ مبارکفوری، تحفۃ الاحوذی، ج ۳، ص ۱۵۷۔

۲۔ شوکانی، نیل الاوطار، ج ۲، ص ۲۶۰۔

ہے) پر بہت زیادہ سجدہ کرتے تھے۔[1]

حافظ بیہقی کا کہنا ہے:

''قال الشیخ: واما ماروی عن النبی ﷺ من السجود علی کور العمامة فلایثبت شئی من ذلک، واصح ماروی فی ذالک قول الحسن البصری حکایة عن اصحاب النبی ﷺ''[2]

شیخ کہتے ہیں: پیغمبر ﷺ سے عمامہ کے پیچ پر سجدہ سے متعلق جو روایتیں نقل ہوئی ہیں ان میں سے کوئی بھی روایت ثابت نہیں ہے اور اس سلسلے میں صحیح ترین روایت حسن بصری کی ہے جو پیغمبر ﷺ کے اصحاب سے حکایت ہوئی ہے۔

حسن بصری کہتے ہیں:

''کان اصحاب رسول اللہ ﷺ یسجدون و اید یھم فی ثیابھم ویسجدالرجل منھم علی عمامتہ''[3]

پیغمبر ﷺ کے اصحاب سجدہ کرتے درحالیکہ ان کے ہاتھ کپڑے میں تھے اور ان میں سے ایک شخص نے اپنے عمامے پر سجدہ کیا۔ یہ روایت کس خوبصورتی کے ساتھ اصحاب پیغمبر ﷺ کی نماز کی کیفیت بتا رہی ہے کہ سارے اصحاب زمین پر

۱۔ زاد المعاد، بیروت: دار الفکر، ج۱، ص۱۶۱۔۱۶۲۔

۲۔ السنن الکبریٰ، ج۲، ص۴۴۱۔

۳۔ حوالہ سابق۔

سجدہ کرتے اوران کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اورایک آدمی نے ان میں سے اپنے عمامہ پرسجدہ کیا۔

اہل سنت کے ایک اور بہت بڑے فقیہ جناب نووی کا کہنا ہے کہ:

''ان العلماء مجمعون علی ان المختارمباشرۃ الجبھۃ للارض واماالمروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سجدعلی کورالعمامتہ فلیس بصحیح''[1]

علماء کا اس بات پراجماع ہے کہ پیشانی کوزمین پربغیرکسی حائل کے رکھنامختارہے لیکن جوروایت نقل ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامہ کے پیچ پرسجدہ کیایہ صحیح نہیں ہے۔:

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامے کے پیچ پرسجدہ نہیں کیاہے۔نتیجہ یہ ہواکہ شیعہ اورسنی دونوں روایتوں کی روسے،عادی اورعام حالت میں زمین یازمین سےاگنے والی چیزوں کے علاوہ کسی اورچیزپرسجدہ کرناجائزنہیں ہے بلکہ یہ چیزنماز کے باطل ہونے کاسبب بن جاتی ہے۔

حالت اضطرارمیں کپڑے پرسجدہ کرنا

شیعہ اورسنی فقہاء کی نظرمیں عادی حالت میں کپڑے پرسجدہ کرناصحیح نہیں ہے۔دونوں فرقوں کی معتبرکتابوں میں اس بارے میں درجنوں صحیح اورمعتبرروایتیں

۱۔کتاب المجموع،جدہ:مکتبۃ الارشاد،ج۳،ص۴۰۱۔

موجود ہیں البتہ دونوں فرقوں کی معتبر کتابوں میں کچھ ایسی روایتیں ملتی ہیں کہ جن کے مطابق انسان مجبوری کے عالم میں کہ جہاں زمین یا زمین سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ کرنے سے معذور ہو تو کپڑے وغیرہ پر سجدہ کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں کچھ روایتیں ملاحظہ ہوں۔

معروف صحابی انس بن مالک کہتے ہیں:

''کنامع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیضع احدنا طرف الثوب من شدة الحرمکان السجود'' [۱]

ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے کہ اتنے میں ہم میں سے کسی ایک شخص نے گرمی کی شدت کی وجہ سے کپڑے کے کنارے کو سجدہ کی جگہ بچھایا اور اس پر سجدہ کیا.

انس سے ایک اور روایت بھی نقل ہوئی ہے وہ کہتے ہیں:

''کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شدة الحر فاذالم یستطع احدنا ان تمکن جبهته من الارض بسط ثوبه فسجدعلیه'' [۲]

ہم گرمی کی شدت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے اور جس وقت ہم میں سے کوئی شخص زمین سے پیشانی مس کرنے سے معذور ہوتا تو وہ اپنا کپڑا اچھا تا اور اس پر سجدہ کر لیتا۔

۱۔ احمد بیہقی، السنن الکبری، ج ۲، ص ۱۰۵۔

۲۔ حوالہ سابق۔

ابن حجر عسقلانی جو اہل سنت کے ایک بہت بڑے معروف عالم ہیں اس حدیث:

"کنا اذا صلینا مع النبی علیہ وسلم فیضع احدنا طرف الثوب من شدة الحر مکان السجود" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"وفیه اشارة الی ان مباشرة الارض عندالسجود هو الاصل لانه علق بعدم الاستطاعة"[۱]

اس حدیث میں جس نکتہ کی طرف اشارہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ زمین اور پیشانی کے درمیان سجدہ کرتے وقت کسی حائل اور رکاوٹ کا نہ ہونا اصل ہے کیونکہ اس حدیث میں غیر زمین پر سجدہ عدم استطاعت مشروط ہے۔

اہل سنت کی ایک اور معروف ہستی، جناب شوکانی لکھتے ہیں:

"الحدیث یدل علی جواز السجود علی الثیاب لاتقاء حر الارض وفیه اشارة الی ان مباشرة الارض عندالسجود هی الاصل لتعلیق بسط ثوب بعدم الاستطاعة"[۲]

حدیث دلالت کرتی ہے کہ کپڑے پر سجدہ کرنا، گرمی سے بچنے کے لئے جائز ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت پیشانی اور زمین کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ حدیث میں سجدے کی جگہ

۱۔ فتح الباری، ج۱، ص۶۵۰۔

۲۔ نیل الاوطار، ج۲، ص۲۶۰۔

کپڑا رکھنے کو معلق و مشروط کیا ہے، عدم استطاعت کے ساتھ:

یعنی انسان کپڑا بچھائے بغیر سجدہ نہ کرسکتا ہو تو ایسی حالت میں جائز ہے ورنہ عام حالت میں یہ جائز نہیں ہے۔

عظیم آبادی مختلف اقوال کو نقل کرنے کے بعد خطابی کے قول کو یوں نقل کرتے ہیں:

''قال الخطابی: وقداختلف الناس فی هذافذهب عامة الفقهاء الی جوازه مالک والاوزاعی واحمدواصحاب الرأی واسحق بن راهویه وقال الشافعی لایجزیه ذلک کمالایجزیه السجودعلی کورالعمامة ویشبه ان یکون تأویل حدیث انس عنده ان یبسط ثوباهوغیرلابسه''[۱]

خطابی کا کہنا ہے: لوگ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں عام فقہاء جیسے امام مالک، اوزاعی، امام احمد، اصحاب رائی اور اسحٰق بن راہویہ، کپڑے پر سجدہ کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

امام شافعی کہتے ہیں:

''جس طرح عمامہ کے پیچ پر سجدہ جائز نہیں ہے اسی طرح یہاں پر بھی جائز نہیں ہے۔''

۱۔عون المعبود، ج ۲، ص ۲۵۴۔

ایسا لگتا ہے کہ شافعی کے فتویٰ میں انس کی حدیث کی تأویل ہو کہ کپڑا جو پیشانی کے نیچے بچھتا ہے وہ اس کپڑے کے علاوہ ہو جو اس کے جسم پر موجود ہے۔

ارشاد الساری میں اَنَس کی حدیث نقل کرنے کے بعد آیا ہے:

''واحتج بذلک ابو حنیفة ومالک واحمد واسحق ،علی جواز السجود علی الثوب فی شدة الحر والبرد وبه قال عمر بن الخطاب وغیره واوّله الشافعیة بالمنفصل اوالمتصل الذی لایتحرک بحرکته کمامرّفلو سجدعلی متحرک بحرکته عامداعالمابتحریمه بطلت صلاته لانّه کالجزء منه ''[1]

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد اور اسحٰق تنہا گرمی اور سردی کی شدت میں کپڑے پر سجدہ کرنے کو جائز جانتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے انس کی حدیث کا سہارا لیا ہے، عمر بن خطاب اور دوسرے لوگ بھی یہی کہتے ہیں یعنی فقط گرمی اور سردی کی شدت سے بچنے کے لئے ہی کپڑے پر سجدہ ممکن ہے۔

امام شافعی نے اس حدیث کی تاویل یوں بیان کی ہے:

''لباس منفصل یا لباس متصل جو انسان کے حرکت کرنے کی وجہ سے حرکت نہ کرے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ اگر انسان جان بوجھ کر کسی متحرک چیز پر کہ جو انسان کی حرکت کے ساتھ حرکت کرتی ہے سجدہ بجالائے تو اس کی نماز باطل ہے کیونکہ لباس انسان کے جز کی طرح ہے۔''

۱۔ قسطلانی، ارشاد الساری، ج۱، ص ۴۰۸۔

البتہ قابل غور نکتہ ان روایتوں میں یہ ہے کہ کسی بھی روایت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کے اس فعل کی تائید کی ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گرمی اور سردی کے اوقات میں ایسا کرنے کی اجازت دی ہو! بلکہ خود انس سے ہی پہلے روایت گذر چکی ہے کہ جس میں وہ کہتے ہیں، ہم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شدت گرمی کی شکایت کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری شکایت نہیں سنی۔

ظاہراً ان دونوں روایتوں میں تعارض نظر آتا ہے۔ان روایتوں میں جس شخص نے گرمی اور سردی کی شدت کی وجہ سے ایسا عمل انجام دیا ہے وہ مشخص نہیں ہے بلکہ وہ مجہول ہے روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"ہم میں سے کسی ایک نے ایسا کیا وہ کون ہے معلوم نہیں ہے"!

ان تمام روایتوں میں گرمی اور سردی کی شدت سے بچنے کے لئے جس شخص نے لباس پر سجدہ کیا ہے وہ مجہول ہے، کسی مجہول صحابی کا ایسا فعل بجالانا اس بات کی ہرگز دلیل نہیں ہے کہ یہ عمل جائز بھی ہو کیونکہ یہ عمل خود سیرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالف ہے۔

کیونکہ اسی حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ہمراہ شدید گرمی اور سردی کے ایام میں بھی خاک پر ہی سجدہ کرتے تھے لہذا کسی صحابی کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر ایسا کرنا اس بات کی دلیل

نہیں ہے کہ ہم بھی ایسا کریں۔تابعین بھی بغیر کسی مجبوری کے لباس پر سجدہ نہیں کرتے تھے۔

محمد بن راشد کہتے ہیں:

''رأیت مکحولا،یسجد علی عمامته فقلت له : لم تسجد علیها؟ فقال: اتقی البردعلی انسانی ''[۱]

مکحول کو دیکھا جو اپنے عمامہ پر سجدہ کر رہے تھے۔میں نے اس سے پوچھا: تم اس پر سجدہ کیوں کر رہے ہو؟ جواب میں کہا: ''زمین کی ٹھنڈک سے اپنی آنکھوں کو بچار ہا ہوں''یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ میں زمین پر سجدہ کروں اوراس کی ٹھنڈک میری آنکھوں کو نقصان پہنچائے۔

اس روایت سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں بھی لوگ خاک پر ہی سجدہ کرتے تھے،لباس پر سجدہ کرنا عرف کے خلاف تھا لہٰذا اسی لیے اس نے تعجب سے پوچھا تم کیوں عمامے پر سجدہ کر رہے ہو؟ مکحول نے بھی جواب میں یہ نہیں کہا کہ کپڑے پر سجدہ جائز ہے بلکہ عذر پیش کیا کہ مجبوری کی حالت میں ایسا کرر ہا ہوں !اس روایت میں ''انسانی''،''عینی'' کے معنی میں آیا ہے جس کا ترجمہ ''میری آنکھ'' کا ہے البتہ عمر بن خطاب اور عبداللہ بن عمر گرمی اورسردی میں کپڑے پر سجدہ کرتے تھے۔[۲] پھر بھی یہ دلیل نہیں ہے کہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے

۱۔عبدالرزاق صنعانی،المصنف ،ج۲،ص۳۹۹۔

۲۔مالک بن انس الاصبحی ،المدونۃ الکبری، بیروت: دارالکتب العلمیہ ،ج۱،ص۱۷۰۔

اجازت ہو، آخر میں امام شافعی کا ایک فتویٰ نقل کر کے ہم اس بارے میں شیعہ روایتوں کو نقل کریں گے۔

امام شافعی کہتے ہیں:

"ولو سجد علی جبهته و دونها ثوب او غیره لم یجز السجود الا ان یکون جریحا فیکون ذلک عذرا"[۱]

اگر انسان اپنی پیشانی کو سجدہ کرتے وقت زمین پر رکھے اور اس کی پیشانی اور زمین کے درمیان کپڑا یا کوئی دوسری چیز حائل ہو تو ایسا سجدہ صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی پیشانی زخمی ہو تو پھر اس صورت میں وہ معذور ہوگا۔

یعنی بغیر کسی شرعی عذر کے کپڑے وغیرہ پر سجدہ نہیں کر سکتا ہے۔

شیعہ روایتوں سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ انسان مجبوری کے عالم میں کپڑے پر سجدہ کر سکتا ہے۔

قاسم بن فضیل کہتے ہیں:

"قلت للرضا علیہ السلام: جعلت فداک، الرجل یسجد علی کمّه من اذی الحر و البرد؟ قال: لابأس به"[۲]

میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، کیا کوئی شخص

۲۔ کتاب الام، بیروت، دار الفکر، ۱۹۸۳، ج ۱، ص ۱۳۶۔

۳۔ حر عاملی، وسائل شیعہ، ج ۳، ص ۵۹۷۔

گرمی اور سردی کی تکلیف سے بچنے کے لئے اپنی آستین پر سجدہ کرسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کوئی اشکال نہیں ہے، یعنی ایسا کرسکتا ہے۔

ابوبصیر کہتے ہیں:

امام باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں سفر میں ہوں اور نماز کا وقت ہوجاتا ہے حالانکہ میں گرمی کی تپش اور حرارت کی وجہ سے اپنی صورت کے لئے پریشان ہوں کہ کہیں تکلیف نہ ہو، اس صورت میں میرا وظیفہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:

''تسجدعلی بعض ثوبک ،فقلت :لیس علیّ ثوب یمکننی ان اسجد علی طرفہ ولاذیلہ،قال : اسجد علی ظھر کفک ،فانھااحدی المساجد''[۱]

اپنے لباس کے کسی حصے پر سجدہ کرو۔ میں نے عرض کیا: میرا لباس اس قدر نہیں کہ اس کے کسی حصے پر سجدہ کرسکوں، آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''تم اپنے ہاتھ کی پشت پر سجدہ کرو کیونکہ وہ بھی ایک سجدہ گاہ ہے''۔

عبداللہ بن جعفر اپنے برادر گرامی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یوں نقل کرتے ہیں کہ:

''سألتہ عن الرجل یؤذیہ الارض وھوفی الصلاۃ ولایقدرعلی

۱۔حوالہ سابق۔

السجود،هل له ان يضع ثوبه اذاكان قطنااو كتانا؟ قال: اذاكان مضطرافليفعل "[۱]

میں نے امام علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا جو زمین پر سجدہ کرنے سے قاصر ہے اس لیے کہ ایسی صورت میں زمین اس کے لیے تکلیف کا باعث ہوتی ہے تو کیا وہ اس حال میں اپنے لباس (جو کپاس یا کتان سے بنا ہے) کو سجدے کی جگہ بچھا سکتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ ناچار ہو تو ایسا کر سکتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے: "کھانے والی، پینے والی اور پہننے والی چیز پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے لیکن ان نباتات پر جو کھانے اور پہننے کے کام نہ آتی ہوں سجدہ کیا جا سکتا ہے۔"[۲]

علی بن یقطین کہتے ہیں:

"سألت اباالحسن علیہ السلام الماضی عن الرجل یسجدعلی المسح والبساط قال: لابأس،اذاكان فی حال التقية "[۳]

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جو چمڑے اور چادر پر سجدہ کرتا ہے، آپ علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: اگر تقیہ کی حالت میں ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ امام کاظم علیہ السلام کے زمانے

۱۔علی بن جعفر الصادق علیہ السلام، مسائل علی بن جعفر، قم: المؤتمر العالمی للامام الرضا علیہ السلام، ۱۴۰۹ق، ص ۲۲۵۔

۲۔شیخ طوسی، تہذیب الاحکام، ج ۲، ص ۳۱۳۔

۳۔حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۵، ص ۳۴۹۔

میں کپڑے اور چمڑے پر سجدہ کرنا معمول بن چکا تھا اور اہل سنت پابندی کے ساتھ ان چیزوں پر سجدہ کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے شیعوں کی جان کی حفاظت کی خاطر، تقیہ کی حالت میں ان چیزوں پر سجدہ کرنے کو جائز قرار دیا ہے!

آج اگر ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کو اپناتے ہوئے خاک پر سجدہ کریں تو ہم پہ کفر و شرک کے فتوے لگ جاتے ہیں، حالانکہ تمام اہل سنت کی معتبر کتابوں میں خاک پر سجدہ کرنا ہی اصل شرعی حکم قرار پایا ہے، چادر، قالین، کارپٹ اور کپڑے پر مجبوری کے عالم میں ہی انسان سجدہ کر سکتا ہے لیکن اہل سنت نے عام حالت میں بھی خاک کو چھوڑ کر مذکورہ بالا چیزوں پر سجدہ کرنے کو ہی اپنا دین وایمان بنالیا ہے۔ اگر اہل سنت اپنی کتابوں کا ہی مطالعہ کر لیتے تو نہ صرف شیعوں پر فتوے نہ لگاتے بلکہ اپنے عمل پر بھی نظر ثانی کرتے کیونکہ تمام اہل سنت معتبر روایتوں میں خاک پر سجدہ کرنا ثابت ہے۔ تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ خاک پر سجدہ کرنے سے تو ابوجہل نے روکا تھا چنانچہ امام مسلم نے ''صحیح'' میں ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں:

''قال ابوجهل: هل يعفر محمدوجهه بين اظهركم ؟ قال: فقيل: نعم! قال : واللاّت والعزّى! لئن رأيته يفعل ذلك لأطأنّ على رقبته اولأعفّرنّ وجهه فى التّراب، قال: فاتىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم وهويصلى. زعم ليطاعلى رقبته، قال: فمافجئهم منه الا وهوينكص على عقبيه ويتقى بيديه، قال: فقيل له: مالک ؟

فقال: ان بینی وبینه لخندق من نار وھولا واجنحة ،فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لو دنا منی لاختطفته الملائکة عضوا عضوا "[1]

ابوجہل لوگوں سے پوچھتا ہے: کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے سامنے اپنے چہرے کو زمین پر رکھتے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں، کہا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں ان کو ایسا کرتے دیکھوں تو ان کی گردن کو پاؤں تلے روندوں گا یا ان کے چہرے کو مٹی میں ملا دوں گا یہ کہا اور پھر جہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے وہاں پہنچ گیا۔ وہ چاہ رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن پر پاؤں رکھے، ابو ہریرہ کا کہنا ہے اتنے

۱۔ صحیح مسلم، بیروت: دارالفکر، ج ۸، ص ۱۳۰۔ یہ حدیث مختلف اہل سنت منابع میں ابو ہریرہ، عباس بن عبدالمطب اور ابن عباس سے نقل ہوئی ہے اور اہل سنت علماء نے اسے نقل کئے ہیں جیسے: احمد بن حنبل، المسند، جلد ۲، ص ۳۷۰، بیروت: دار صادر، بی تا، سیوطی، الدیباج علی مسلم، ج ۶، ص ۱۵۲، دار ابن عفان، سعودی عرب، ۱۹۹۶۔ سیوطی، لباب النقول، ص ۲۳۲، دار احیاء العلوم، بی تا، بی جا۔ ارنؤوط، شعیب، صحیح ابن حبان، ج ۱۴، ص ۵۳۳، مؤسسہ الرسالہ، ۱۹۹۳، بی جا۔ اصبہانی، اسماعیل، دلائل النبوۃ، ج ۲، ص ۵۶۷، دار العاصمۃ، بی تا، بی جا۔ الزیلعی، تخریج الاحادیث والاثار، ج ۴، ص ۲۴۷، ریاض: دار ابن حزم، ۱۴۱۴ھ، بغوی، حسین، معالم التنزیل، ج ۴، ص ۵۰۸، بیروت: دار المعرفہ، بی تا۔ ابن جوزی، عبدالرحمٰن، زاد المسیر، دار الفکر، ۱۴۰۷ھ، بی جا۔ دمشقی، اسماعیل بن کثیر، سیرۃ النبویہ، ج ۱، ص ۴۶۷، بیروت: دار المعرفہ، ۱۹۷۶۔ دمشقی، اسماعیل بن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج ۳، ص ۵۸، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۹۸۸۔ ذہبی، محمد، تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۱۵۱، بیروت: دار الکتاب العربی، ۱۹۸۷۔ شوکانی، فتح القدیر، ج ۵، ص ۴۷۱، عالم الکتب، بی تا، بی جا۔

میں ابوجہل الٹے پیر اپنے ہاتھوں کو سر پر قرار دیتے ہوئے پلٹ گیا! اس سے پوچھا گیا: تجھے کیا ہو رہا ہے؟ تو جواب دیا: میرے اور ان کے درمیان آگ کی ایک خوفناک خندق ہے جس کے بہت سے بال و پر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ابوجہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔

لہٰذا خاک پر سجدہ کرنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور اس سے منع کرنا ابوجہل کی سنت ہے۔ خاک پر سجدہ کرنا ہی اصل دین ہے اگر خاک نہ ہو تو پھر نباتات پر سجدہ کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس سلسلے میں بہت ساری حدیثیں گذر چکی ہیں. امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''السجود لایجوز الاّعلی الارض او علی ماانبتت الارض الاّ ما اُکل او لُبس''[۱]

سجدہ زمین یا زمین سے اگنے والی چیزوں پر جو کھانے، پینے کے کام نہ آتی ہوں، ان کے علاوہ کسی اور چیز پر جائز نہیں ہے۔

شیعہ اور سنی روایتوں میں خاک پر سجدہ کی بہت زیادہ تاکید ہوئی ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں خاک پر ہی سجدہ کرنے کا حکم اتنی تاکید کے ساتھ ہوا ہے؟

۱۔ طوسی، تہذیب الاحکام، دارلکتب العلمیہ، ۱۳۶۵ش، ج۱۰، ص۴۰۰۔

خاک پر سجدہ کرنے کا فلسفہ

سجدہ نماز کی معراج ہے اور نماز مؤمن کی معراج ہے۔ جو معراج مؤمن کو نصیب ہوتی ہے وہ نماز کا قیام اور اس کا بروقت ادا کرنا ہے اور خود اسی نماز کی معراج سجدہ ہے اور اس سجدہ کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ خاک پر ہو اس کی بہت ساری حکمتیں اور فلسفے ہو سکتے ہیں، ظاہراً ایک روایت میں سجدے کے فلسفوں میں سے ایک کی طرف اشارہ ہوا ہے:

ہشام بن حکم، امام صادق علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''انہ قال لابی عبداللہ: ''اخبرنی عمایجوز السجود علیہ وعمالایجوز، قال: السجود لایجوز الاعلی الارض اوعلی ماانبتت الارض ،الاماأکل اولُبس .فقال له: جعلت فداک! ماالعلة فی ذلک؟ قال: لانّ السجود خضوع لله عزّ وجلّ. فلاینبغی ان یکون علی مایؤکل ویلبس، لان ابناء الدنیاعبیدمایأکلون ویلبسون، والساجدفی سجوده فی عبادة الله عزّوجلّ، فلاینبغی ان یضع جبهته فی سجوده علی معبودابناء الدنیاالذین اغترّوابغرورها''[1]

ہشام بن حکم، امام صادق علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں مجھے ان چیزوں کی تعلیم دیجئے کہ جن پر سجدہ کرنا جائز ہے اور جن پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے. امام صادق علیہ السلام

۱۔ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج۵، ص۳۴۳۔

نے فرمایا: سجدہ زمین اورزمین سے اگنے والی چیز پر، جو کھائی اور پہنی نہیں جاتی ہے. ہشام دوبارہ پوچھتا ہے: میں آپ علیہ السلام پر قربان ہو جاؤں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: چونکہ سجدہ خداوندعزوجل کے لیے خضوع اور تواضع ہے، پس جائز نہیں ہے کہ جو کچھ کھایا، یا پہنا جاتا ہے اس پر سجدہ کیا جائے، کیونکہ دنیا والے اپنی کھانے اور پہننے کی چیزوں کے غلام ہوتے ہیں، حالانکہ سجدہ کرنے والا اپنے سجدے میں خدا کی بندگی میں مصروف ہوتا ہے۔

لہٰذا دنیا والوں کے معبود پر جس کی وجہ سے وہ مغرور ہیں، سجدہ کرنا جائز نہیں ہے"۔

سجدہ خدا کی عظمت وجلالت کے آگے اظہار تذلل اور فروتنی کے سوا کچھ نہیں ہے، نمازی کے لئے ضروری ہے کہ وہ خاک پر ہی سجدہ کرے اور اپنی صورت کو خدا کے آگے خاک آلودہ کرے اور اپنی ناک کو زمین پر رگڑے تاکہ انسان (جو خاک سے بنا ہے، اسے یہ احساس ہو کہ اسے دوبارہ خاک میں چلے جانا ہے اور پھر ایک دن اسی خاک ہی سے اٹھنا ہے) کو اپنی اصلیت یاد آجائے، تاکہ وہ خدا کی عظمت کے آگے ہمیشہ اپنے آپ کو پست جانے اور ہمیشہ احکام خداوندی کے آگے سر تسلیم خم رہے۔ اور ہمیشہ اپنی فطرت کو یاد رکھے کہ اس کی اصلیت خاک ہے جس کے مزاج میں ہی تسلیم وفروتنی ہے۔

انسان جب خاک پر اپنی صورت کو عاجزانہ انداز میں رکھتا ہے اور خدا کی

عظمت اور بلندی کے سوا اس کی نظر میں اور کچھ نہیں رہتا، تب جا کر اسے معراج بندگی ملتی ہے اور یہ چیز ہرگز قالین وغیرہ پر سجدہ کرنے سے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ یہ چیزیں فخر ومباہات اور تکبر کا باعث بنتی ہیں اور یوں یہ چیزیں روح عبادت و بندگی کے منافی ہیں کیونکہ بندگی میں تسلیم ہی تسلیم ہے اور جہاں تکبر آجائے وہاں روح تسلیم رخصت ہو جاتی ہے اور جہاں روح تسلیم نہ رہے تو پھر وہ انسان شیطان بن جاتا ہے، اسے وہ چیزیں نہیں ملتی جو کسی عبد مطیع کو ملتی ہیں۔ لہٰذا عبادت میں تسلیم کی آخری منزل سجدہ ہے اور خاک پر جبین نیاز رکھ کر ذات بے نیاز سے سرگوشی کرنا ہی عبادت کی معراج قرار پاتی ہے۔

سجدے میں تبدیلی

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ دن میں ''۳۴'' مرتبہ خدا کے حضور سجدہ کریں اور یہ نماز بعثت کی ابتدا ہی سے واجب تھی صحابہ رات دن ''۲۳'' سال تک سفر اور حضر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے رہے!

لیکن عجیب بات یہ ہے کہ رحلت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسئلہ خلافت سے لے کر نماز تک دین کے اصول اور فروع میں تبدیلی آتی رہی، غدیر کو بھلا دیا حتیٰ کہ نماز میں بھی کئی تبدیلیاں ہوئیں اور اختلافات نے جنم لیا۔ ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے یا باندھنے میں اختلاف، بسم اللہ کو بلند آواز سے یا آہستہ پڑھنے میں اختلاف، قرائت میں اختلاف، قنوت میں اختلاف، تشہد میں اختلاف، سلام کے دوران

دائیں بائیں طرف دیکھنے اور نہ دیکھنے میں اختلاف، سجدے میں اختلاف، اذان اور وضو کے اجزاء میں اختلاف، ہر چیز میں بدعتیں پیدا ہوئیں، سنت اور بدعت مخلوط ہوگئی، سجدے کی اصلی شکل بگاڑ دی گئی۔ انہی تبدیلیوں اور بدعتوں کا اعتراف پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے نامدار اصحاب مسجدوں اور محفلوں میں کرتے۔ کبھی ان بدعتوں کا ذکر کر کے غم و غصے کا اظہار کرتے تو کبھی انہیں یاد کر کے روتے! چنانچہ امام بخاری نے اپنی کتاب "صحیح" میں بہت ساری ایسی روایتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم یہاں نمونے کے طور پر بعض کا ذکر کرتے ہیں:

عثمان بن ابی رواد کہتے ہیں:

"سمعت الزهری یقول: دخلت علیٰ انس بن مالک بدمشق وهو یبکی فقلت له مایبکیک؟ فقال: لااعرف شیئاممّاادرکت الاهذه الصلاة وهذه الصلاة قدضیعت!"[۱]

میں نے زہری سے سنا جو کہتے ہیں: میں دمشق میں انس بن مالک کے پاس داخل ہوا تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: کون سی چیز تمہیں رلا رہی ہے؟ تم کیوں رو رہے ہو؟ انس بن مالک نے جواب دیا: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جن چیزوں کو میں نے پایا تھا اب ان میں سے کسی چیز کو بھی نہیں پاتا اور نہیں پہچانتا ہوں مگر یہ نماز، اب یہ بھی ضائع ہوگئی!

۱۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، ج ۲، ص ۱۳۴۔

غیلان، انس بن مالک سے دوسری روایت یوں نقل کرتے ہیں:

"عن انس قال: ماعرف شیئاماکان علی عهدالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اقیل: الصلاة؟ قال: الیس ضیعتم ماضیعتم فیها!"[۱]

انس بن مالک کہتے ہیں: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جو چیزیں تھیں اب میں ان میں سے کسی بھی چیز کو نہیں پاتا اور نہیں پہچانتا ہوں! انس سے کہا گیا: نماز؟ انس نے جواب دیا: کیا تم نے اسے بھی ضائع نہیں کیا نماز میں بھی تبدیلیاں کی ہے۔ امام بخاری ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ جس میں ام درداء یوں بیان کرتی ہیں:

"دخل علیّ ابوالدرداء وهومغضب فقلت له: ماأغضبک؟ فقال: واللّٰه ماأعرف من امرمحمد صلی اللہ علیہ وسلم شیئاالاانهم یضلون جمیعا"[۲]

ابودرداء غضبناک حالت میں میرے پاس آیا، میں نے پوچھا: کس چیز نے تجھے غضبناک کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: خدا کی قسم! میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین سے کسی چیز کو بھی نہیں پہچانتا ہوں مگر یہ کہ وہ لوگ سارے گمراہ ہو گئے۔

ایسی حالت میں ایک مسلمان کیا کر سکتا ہے، وہ کہاں سے دین لے سکتا ہے اور کس پر اعتماد کر سکتا ہے؟ یہ دین لاوارث نہیں ہے۔

۱۔ حوالہ سابق۔

۲۔ حوالہ سابق، ص ۱۵۹۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں ہمیں گمراہی سے بچانے کے لئے دستور دیا ہے کہ ہم قرآن اور اہل بیت سے تمسک رکھیں چنانچہ امام مسلم نے زید بن ارقم کی روایت کو یوں نقل کیا ہے:

''قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خمّا بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ وأثنی علیہ وعظ وذکر، ثم قال: اما بعد ألا أیہا الناس فأنما انا بشر یوشک ان یأتیٰ رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اوّلھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحثّ علی کتاب اللہ ورغّب فیہ، ثم قال: واھل بیتی أذکّرکم اللہ فی اھل بیتی، أذکّرکم اللہ فی اھل بیتی، اذکّرکم اللہ فی اھل بیتی''[۱]

زید بن ارقم کہتے ہیں: ایک دن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تالاب کے پاس جسے خم کہا جاتا ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے، خطاب کے لئے کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی حمد وثنا اور وعظ ونصیحت کے بعد فرمایا: ''اما بعد لوگو! میں ایک بشر ہوں، عنقریب میرے پروردگار کا قاصد میرے پاس آئے گا اور میں اس کی دعوت کو لبیک کہوں گا۔

اور میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، پہلی چیز خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، پس خدا کی کتاب سے متمسک

۱۔ صحیح مسلم، ج۷، ص۱۲۲۔

رہو، اوراس کا دامن مضبوطی سے تھام لو، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں خدایاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں خدا یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں خدیاد دلاتا ہوں۔

حاکم نیشاپوری اس حدیث کو یوں نقل کرتے ہیں:

"عن زید:" قال لمارجع رسول اللہ ﷺ من حجة الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقمّمن ،فقال کانی قددعت فاجیب انی قدترکت فیکم الثقلین،احدھمااکبرمن الآخر کتاب اللہ وعترتی، فانظرواکیف تخلفونی فیھمافانھمالن یفترقاحتی یرداعلیّ الحوض ،ثم قال:ان اللہ عزّوجلّ مولای وانامولا کل مؤمن ،ثم اخذ بیدعلی رضی اللہ عنہ فقال: من کنت مولاہ فھذاولیّہ، اللّٰھم وال من والاہ وعادمن عاداہ "[۱]

زید سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجة الوداع (آخری حج) سے واپس تشریف لا رہے تھے اور غدیر خم کے مقام پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا: کہ سب بڑے بڑے درختوں کے نیچے جمع ہو جائیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گویا مجھے یقیناً بلایا گیا ہے اور میں اس دعوت پر لبیک کہوں گا۔ یقیناً میں تمہارے درمیان دوگران قدر چیزیں چھوڑے جارہاہوں ان میں ایک دوسرے سے بڑی ہے خدا کی کتاب اور دوسرے میری عترت، پھر میں دیکھوں گا کہ تم

۱۔المستدرک، ج۳،ص۱۰۹۔

لوگ میرے بعدان سے کس طرح پیش آتے ہواور یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدانہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس حاضر ہوں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند عز وجل میرا مولا ہے اور میں ہر مؤمن کا مولا ہوں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی علیہ السلام مولا اور ولی ہے، پروردگار۔ جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے تو بھی اسے دوست رکھ، اور جو علی علیہ السلام سے دشمنی رکھے تو بھی اسے دشمن رکھ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی مرتبہ اہل بیت کا تعارف کروایا کہ یہ لوگ کون ہیں امام مسلم نیشاپوری روایت کرتے ہیں:

''عن عائشه ،قالت :خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداة وعلیه مرط مرحّل من شعر اسود،فجاء الحسن بن علی فادخله ،ثم جاء الحسین فدخل معه ،ثم جاءت فاطمة فادخلها،ثم جاء علی فادخله،ثم قال:''انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا''[۱]

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک دن صبح کے وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر نکلے، جبکہ آپ کالے بالوں سے منقوش ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے پھر حسن بن علی علیہما السلام تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس میں داخل کیا، پھر حسین علیہ السلام

۱۔ صحیح مسلم، ج۷، ص۱۳۰۔ تفصیلی مطالعہ کیلئے رجوع کریں ہماری کتاب ''شخصیت حضرت زہرا سلام اللہ علیہا درقرآن ازمنظر تفاسیر اہل سنت''، قم: بوستان کتاب، ۱۳۸۶ش۔

تشریف لائے وہ بھی ساتھ داخل ہوئے پھر فاطمہ سلام اللہ علیہا تشریف لائی ان کو بھی داخل کیا، پھر علی علیہ السلام تشریف لائے ان کو بھی چادر کے نیچے داخل کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اہل بیت ، خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی پلیدی سے دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔

نیز حضرت عائشہ سے مروی کہ آپ فرماتی ہیں: ''میں نے علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام، وحسین علیہ السلام کو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کسی چادر کے نیچے جمع کیا پھر فرمایا:

اللّٰھم ھؤلاء اھل بیتی وحامتی فاذھب عنھم الرجس وطھر ھم تطھیرا، قالت: فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وانا من اھلک؟ قال: تنحی فانک الیٰ خیر''[1]

اے میرے معبود یہی لوگ میرے اہل بیت اور میرے خواص ہیں پس تو ان سے ہر قسم کی پلیدی کو دور رکھو اور ان کو اسطرح پاک رکھو جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں:

میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں تیری آل سے ہوں؟

فرمایا: دور رہو تم خیر پر ہو۔

۱۔ اسماعیل بن کثیر دمشقی، تفسیر القرآن العظیم، بیروت: دار المعرفہ، ۱۹۸۷، ج ۳، ص ۴۹۴۔

اس روایت میں حضرت عائشہ اہل بیت اطہار کی منزلت کو دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ تمنا کرتی ہیں کہ کیا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل میں شامل ہوں؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: دور رہو! تم اہل بیت نبوت میں سے تو نہیں البتہ خیر پر ہو! اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل اور ہے نبوت کی آل اور ہے۔

یہاں سے پتہ چلا اہل بیت کا ایک خاص مفہوم ہے کہ جس میں حتیٰ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک شامل نہیں بلکہ اس کا اطلاق تنہا عترت نبوت پر ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن اور اہل بیت کے دامن سے متمسک رہیں تا کہ گمراہی اور ضلالت سے بچ سکیں جس کی طرف حدیث ثقلین میں اشارہ ہوا ہے:

”انی تارک فیکم ماان تمسکتم به لن تضلوا بعدی کتاب اللّٰه حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما“۔[1]

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن اور اہل بیت دونوں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث ہیں۔ قرآن اور اہل بیت دونوں گمراہی سے بچانے والے ہیں، قرآن اور اہل بیت کے دامن کو تھامنے والے ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے، قرآن اور اہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ بھی حکم

۱۔ جلال الدین سیوطی، الدر المنثور، بیروت: دار لفکر، ۱۹۹۳ء، ج ۷، ص ۳۴۹۔

دیا ہے کہ ہم ان دونوں سے نہ آگے بڑھیں اور نہ پیچھے رہیں چنانچہ اہل سنت کے ایک معروف محدث امام طبرانی حدیث ثقلین کے ذیل میں روایت کا بقیہ حصہ یوں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''فلا تقدموهما فتهلكوا ولا تقصروا عنهما فتهلكوا ولا تعلموهم فانهم اعلم منكم''[۱]

''تم لوگ قرآن اور اہل بیت سے آگے نہ بڑھو، ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ ہی ان دونوں سے پیچھے رہو، ہلاک ہو جاؤ گے اور ان دونوں کو کچھ سکھانے کی کوشش مت کرو کیونکہ وہ دونوں تم سے آگاہ تر اور عالم تر ہیں۔''

لہٰذا ہم انہی کے فرامین پر عمل کرتے ہوئے خاک پر سجدہ کرتے ہیں اور نماز کو ضائع ہونے سے بچاتے ہیں یہی دستور خداوندی، سیرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیت ، اصحاب کرام اور تابعین ہے جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے۔

سجدہ گاہ پر سجدہ کیوں؟!

یہاں پر ممکن ہے یہ سوال اٹھے کہ شیعہ سجدہ گاہ پر کیوں سجدہ کرتے ہیں؟ شیعوں پر بہت سے فتوے اسی وجہ سے لگے ہیں، کچھ لوگ شیعوں کو اسی عمل کی وجہ سے مشرک کہتے ہیں۔ کیا واقعا سجدہ گاہ پر سجدہ کرنا شرک ہے؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ

۱۔ المعجم الکبیر، دار احیاء التراث العربی، ج۳، ص۶۶۔

مشہور حدیث ہے کہ ''جعلت لی الارض مسجداو طھورا''[۱]

''زمین میرے لیے مسجد (سجدہ گاہ) اور پاک کرنے والی چیز قرار دی گئی ہے''

اس حدیث میں ''مسجدا'' سے مراد سجدہ کی جگہ ہے، اہل سنت کے بہت سے علماء نے اس معنی کو ترجیح دی ہے جیسے ابن حجر عسقلانی[۲]، عظیم آبادی[۳]، اور قسطلانی[۴]، وغیرہ۔

لہٰذا سجدہ میں اصل خاک ہے جیسا کہ بہت ساری حدیثوں میں اس پر تاکید ہوئی ہے جو پہلے گذر چکی ہیں۔ اسی طرح شیعہ، سنی روایتوں کی رو سے انسان بغیر کسی شرعی عذر کے زمین یا زمین سے اگنے والی چیزوں (جو کھانے اور پہننے کے کام نہ آتی ہوں) کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ نہیں کرسکتا۔

دونوں مذاہب کے مجتہدین بھی عادی حالت میں قالین وغیرہ پر سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور اس حالت میں انسان پر واجب ہے کہ وہ خاک یا نباتات پر سجدہ کرے، دوسری طرف انسان کو یہ معلوم ہو کہ جس زمین پر وہ سجدہ کررہا ہے وہ پاک اور غصبی نہ ہو گرنہ نماز باطل ہے۔ اس کے علاوہ اس زمانے

۱۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، ج۱، ص ۲۰۶۔

۲۔ فتح الباری، ج۱، ص ۳۷۰۔

۳۔ عون المعبود، ج۲، ص ۱۰۹۔

۴۔ ارشاد الساری، ج۱، ص ۴۳۵۔

میں انسان کے لیے ہر جگہ خاک پر سجدہ کرنا مشکل ہے کیونکہ بہت ساری جگہوں پر خاک ملتی ہی نہیں اور دوسری طرف شریعت کی رو سے وہ کسی اور چیز پر سجدہ بھی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا اس حالت میں انسان وہی کرسکتا ہے جسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجام دیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ پر، جو سجدہ گاہ کی مانند ہے، سجدہ کرتے تھے جیسا کہ خمرہ کی بحث میں گذر چکا ہے۔

اسی طرح اصحاب وتابعین خمرہ پر نماز پڑھتے تھے، ائمہ اہل بیت کربلا کی مٹی کی سجدہ گاہ بنا کر اس پر سجدہ کرتے تھے، معروف صحابی حذیفہ پتھر کے ٹکڑے پر سجدہ بجالاتے، اسی طرح ابن عباس کے فرزند علی بن عبداللہ پتھر کی مخصوص سجدہ گاہ رکھتے اور اس پر سجدہ کرتے تھے، مسروق بن اجدع جب بھی گھر سے باہر نکلتے تو اینٹ کا ٹکڑا سجدہ کرنے کے لئے ساتھ رکھتے تھے جیسا کہ اس سلسلے میں روایتیں گذر چکیں ہیں۔ مختصر یہ کہ سجدہ گاہ پر سجدہ کرنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ائمہ اہل بیت، اصحاب، تابعین عظام کی سیرت ہے۔

لہٰذا اسی سیرت کو اپناتے ہوئے شیعہ بھی سجدہ گاہ پر، جو پاک مٹی سے بنی ہوتی ہے، نماز کے وقت سجدہ کرتے ہیں۔ دراصل یہ وہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے جسے شیعوں نے ابھی تک زندہ رکھا ہے لیکن اس کے باوجود شیعوں پر شرک کے فتوے لگائے جاتے ہیں، البتہ اگر انسان سجدہ، سجدہ گاہ کو بت بنا کر اس کے لیے سجدے کرے تو یقیناً یہ شرک ہے لیکن شیعہ سجدگاہ کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ سجدگاہ

پر سیرت پیغمبر ﷺ، ائمہ ، اصحاب، اور تابعین پر عمل کرتے ہوئے خدا کے لیے سجدہ کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ عین عبودیت اور تسلیم ہے۔ اس بات کی تائید درجنوں معتبر شیعہ، سنی حدیثیں کرتی ہیں۔

تعجب تو ان لوگوں سے ہے جو اس سنت رسول ﷺ کو بدعت کہتے ہیں اور عام اور عادی حالت میں بھی زمین یا اس سے اگنے والی چیزوں کے بجائے چادر، قالین اور کپڑے پر سجدہ کرتے ہیں، حالانکہ اس چیز سے پیغمبر ﷺ نے روکا ہے۔ اسی طرح ائمہ اہل بیت نے بھی اس چیز کی اجازت نہیں دی ہے، صحابہ کرام بھی اس چیز سے پرہیز کرتے تھے اور تابعین بھی اس کی اجازت نہیں دیتے تھے، شیعہ، سنی روایتوں میں بھی سختی کے ساتھ اس عمل کی نفی ہوئی ہے۔ شیعہ اور سنی فقہاء بھی اس کی اجازت نہیں دیتے ہیں لیکن پھر بھی یہ عمل سنت بن گیا ہے۔!!

حالانکہ پیغمبر ﷺ کی سیرت تو یہ ہے کہ آپ ﷺ شدید گرمی اور سردی کے اوقات میں بھی اصحاب کو کپڑے پر سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے بلکہ انہیں خاک ہی پر سجدہ کرنے کا حکم دیتے تھے۔

چوتھا باب

کربلا کی مٹی پر سجدہ

کربلا کی مٹی پر سجدہ

شیعوں کے نزدیک زمین اور زمین سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ کرنا واجب ہے۔زمین کے کسی بھی حصے پر سجدہ ہوسکتا ہے، عام طور پر یہ سوال ہوتا ہے کہ شیعہ کربلا کی مٹی پر کیوں سجدہ کرتے ہیں؟ کیوں شیعہ کربلا کی مٹی کی سجدہ گاہ بنا کر ساتھ لے جاتے ہیں؟

دونوں مکاتب فکر کے ہاں یہ بات مسلّم ہے کہ عادی حالت میں زمین یا زمین سے اگنے والی چیزوں (جو کھانے، پہننے کے کام نہیں آتیں) کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔خاک پر سجدہ کرنا یہ فرض الٰہی ہے بعد میں امت کی سہولت کی خاطر نباتات اور پتھر، کنکر وغیرہ پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا۔یوں ان چیزوں پر سجدہ کرنا سنت بن گئی۔

قرآن اور حدیث کی رو سے زمین کے سارے اجزاء مساوی نہیں ہیں بلکہ بعض جگہوں کی مٹی کو بعض جگہوں پر فضیلت حاصل ہے، قرآن میں ارشاد ہورہا ہے:

"یاقوم ادخلوا الارض المقدسة" مائدہ، ۲۱.

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اے میری قوم اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ۔''

دوسری آیت میں ارشاد ہو رہا ہے:

''ونجیناہ ولوطاً الی الارض التی بارکنافیھا للعالمین''[۱]

اور ہم نے اسے (ابراہیم علیہ السلام) اور لوط علیہ السلام کو صحیح سالم اسی زمین میں پہنچایا جس میں ہم نے سارے جہان کے لیے طرح طرح کی برکت عطا کی تھی۔

قرآن مجید حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کو یوں نقل کرتا ہے:

''قل رب انزلنی منزلامبارکاوانت خیرالمنزلین''[۲]

اور کہو: اے میرے پالنے والے تو مجھ کو بابرکت جگہ میں اتارنا اور تو تو سب اتارنے والوں سے بہتر ہے۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہو رہا ہے:

''فلما اتٰی ھانودی من شاطئی الواد الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة........''[۳]

جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس آئے تو میدان کے داہنے کنارے سے اس مبارک جگہ میں ایک درخت سے انہیں آواز آئی.........

۱۔ انبیاء، ۷۱۔

۲۔ مؤمنون، ۲۹۔

۳۔ قصص، ۳۰۔

ایک اور آیت میں ارشاد خداوندی ہو رہا ہے:

''فاخلع نعلیک انک بالوادالمقدس طوی''[۱]

تو تم (اے موسیٰ علیہ السلام) اپنی دونوں جوتیاں اتار ڈالو کیونکہ تم طویٰ مقدس وادی میں ہو۔

بہت سی روایتوں کی رو سے مکہ اور مدینہ کی سرزمینوں کو باقی تمام زمینوں پر فضیلت اور فوقیت حاصل ہے۔ کچھ لوگ مدینہ کی زمین کو مکہ کی زمین پر فضیلت اور برتری دیتے ہیں جیسے عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمر، مالک بن انس وغیرہ۔[۲]

اسی طرح بعض روایتوں میں کربلا کی مٹی کو روئے زمین کے سارے اجزاء، حتیٰ کہ مکہ پر بھی فضیلت حاصل ہے۔[۳]

بعض اسلامی روایتوں کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جو خصوصیتیں خدا نے کربلا کی مٹی میں رکھی ہیں وہ کسی اور مٹی میں نہیں۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ''کربلا کی مٹی میں ہر بیماری سے شفایابی اور ہر خوف سے امن ہے''[۴]

۱۔ طٰہٰ، ۱۲۔

۲۔ نورالدین سمہودی، وفاء الوفاء، ج۱، ص ۲۸۔

۳۔ ابی القاسم جعفر بن قولویہ القمی، کامل الزیارات، تہران: انتشارات پیام حق، ۱۳۷۷ش، ص ۸۱۱۔

۴۔ حوالہ سابق، ص ۸۶۴۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"السجود علی طین قبر الحسین علیہ السلام ینوّر الی الارضین السبعة ومن کانت معه سبحة من طین قبر الحسین علیہ السلام کتب مسبّحاوان لم یسبح بها"[۱]

امام حسین علیہ السلام کی تربت پر سجدہ سات زمینوں کو منوراور روشن کرتا ہے اور جو بھی تربت حسینی علیہ السلام کو اپنے ساتھ رکھے اس کا شمار تسبیح کرنے والوں میں ہوگا اگر چہ وہ تسبیح نہ بھی کرے۔

امام صادق علیہ السلام ہمیشہ کربلا کی مٹی پر ہی سجدہ کرتے تھے. معاویہ بن عمار کہتے ہیں:

"کان لابی عبدالله (جعفر بن محمد علیہما السلام) خریطة دیباج صفراء، فیها تربة ابی عبدالله علیہ السلام فکان اذاحضرته الصلاة صبّه علی سجّادته وسجد علیه، ثم قال: ان السجود علی تربة ابی عبدالله علیہ السلام یخرق الحجب السبع"[۲]

امام صادق علیہ السلام کے پاس دیباج کی ایک زرد رنگ کی تھیلی تھی جس میں کچھ تربت حسینی علیہ السلام ہوا کرتی اور جب بھی نماز کا وقت آجاتا، آپ علیہ السلام اس تربت

۱۔ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۳ ص ۶۰۷، ابی جعفر الصدوق، من لایحضرہ الفقیہ، بیروت: دارالتعارف، ج۱، ص ۱۷۴۔

۲۔ حوالہ سابق، ص ۶۰۸۔

کوجائے نماز پر ڈال دیتے اوراس پر سجدہ کرتے پھر آپ علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

''یقیناً تربت حسینی علیہ السلام پر سجدہ سات حجابوں کو چاک اور زائل کرتا ہے''

امام حسین علیہ السلام کی تربت پر بجالانے والے سجدہ میں یہ طاقت ہے کہ وہ سات پردوں کو چاک کر کے ملاء اعلیٰ میں پہنچ جاتا ہے۔

امام زمان علیہ السلام بھی کربلا کی مٹی سے متعلق سفارش کرتے ہیں۔

صاحب وسائل لکھتے ہیں:

"عن صاحب الزمان علیہ السلام انه كتب اليه يسأله عن السجدة على لوح من طين القبر (قبر الحسين علیہ السلام) هل فيه فضل؟ فأجاب يجوز ذلك وفيه الفضل"[1]

شیخ حر عاملیؒ سند کے ساتھ امام زمان علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ: کسی نے آپ علیہ السلام کو خط لکھا اور یہ سوال کیا: اس سجدہ، کی جو قبر حسین علیہ السلام کی مٹی سے بنی ہوئی سجدہ گاہ پر انجام پائے کیا فضیلت ہے؟ آپ علیہ السلام نے اس خط کے جواب میں تحریر فرمایا: تربت حسینی علیہ السلام پر سجدہ جائز اور اس میں فضیلت ہے۔

لہٰذا ہم بھی قرآن وعترت نسے تمسک کرتے ہوئے اور ابدی گمراہی سے بچتے ہوئے سعادت ابدی کی خاطر عشق کی سرزمین یعنی کربلا کی مٹی پر سجدہ کرتے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ خدا کے آگے خضوع اور خشوع کے ساتھ حاضر

۱۔ حوالہ سابق۔

ہوسکیں۔ اوراس طرح سفر میں بھی اپنے ہمراہ یہ مٹی سجدہ گاہ کی صورت میں رکھتے ہیں تا کہ نماز کے وقت خلاف شریعت چیزوں پر سجدہ کرنے کے بجائے افضل ترین مٹی پر سجدہ کرسکیں اور معبود حقیقی کی پر عظمت وجلالت بارگاہ میں انتہائی ذلت وخواری کا مظاہرہ کرسکیں۔ اور یہ طاقت کربلا کی مٹی کو حاصل ہے کہ وہ عبد کی عبادت کو معراج کمال عطا کرے اور عبد کو معبود سے ملادے۔

ہم اگر کربلا کی مٹی کی سجدہ گاہ بنا کر نماز کے لیے رکھتے ہیں تو یہ پیغمبر اکرمؐ، ائمہ اہل بیت ، اصحاب کرام اور تابعین عظام کی سیرتِ مستمرہ ہے کہ جو نماز کے لیے مخصوص سجدہ گاہ بنا کر کبھی ''خمرہ'' کے نام سے اٹھاتے تو کبھی ''لوح'' کے عنوان کے تحت تو کبھی ''لبنہ'' کے نام سے، پھر نماز کے وقت ان پر سجدہ کرتے اور کبھی خاک کربلا پر سجدہ کرتے جیسا کہ روایتیں گذر چکیں ہیں۔

کربلا کی مٹی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھایا اور چوما ہے اسی طرح امہات المؤمنین نے اٹھایا ہے اور ائمہ اہل بیت نے اٹھایا ہے، اسی طرح جبرائیل[۱] ملک باران[۲]، ملک بحار[۳] وغیرہ نے اسے اٹھایا ہے۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ چلو ہم نے دلیلوں کی رو سے مان لیا

۱۔ موفق بن احمد خوارزمی، مقتل الحسین، انوار الہدی، ۱۴۱۸ ق، ج ۱، ص ۲۳۲۔

۲۔ حوالہ سابق، ص ۱۳۷۔۱۳۸۔

۳۔ حوالہ سابق۔

کہ کربلا کی مٹی پر سجدہ کرنا جائز ہے لیکن کربلا کی مٹی کو بوسہ دینا! یہ کہاں سے ثابت ہے؟

یقیناً کربلا کی مٹی شعائراللہ میں سے ہے اور شعائراللہ سے متعلق نص قرآنی موجود ہے:

"ومن یعظم شعائر اللہ فانھامن تقوی القلوب" ۱؎

شعائراللہ کی تعظیم اوران کا احترام یقیناً یہ تقویٰ کا باعث ہے۔ اللہ کی نشانیوں کا احترام دلوں کے تقویٰ کا موجب بنتا ہے۔

قرآن نے صفاومروہ کو شعائراللہ کہا:

"ان الصفاو المروۃ من شعائر اللہ" ۲؎

بیشک صفااورمروہ خدا کی نیشانیوں میں سے ہیں۔

اسی طرح قربانی کے جانور کو شعائراللہ میں سے قرار دیا:

"والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ" ۳؎

اور قربانی کے اونٹ کو بھی ہم نے تمہارے واسطے خدا کی نہشانیوں میں سے قرار دیا ہے۔

اسی طرح خدا نے "شعائراللہ" کی بے احترامی سے روکا ہے یہاں تک کہ

۱۔حج،۳۲۔

۲۔بقرہ،۱۵۸۔

۳۔حج،۳۶۔

خدا نے قربانی کے جانور کی بے احترامی سے روکا ہے، اس کے گلے کے پٹے کی بے احترامی سے روکا ہے۔

"یاایھاالذین آمنوا لاتحلوا شعائر اللہ ولاالشھر الحرام ولاالھدی ولاالقلائد"[۱]

اے ایمان والو نہ خدا کی نشانیوں کی بے توقیری کرو اور نہ حرمت والے مہینوں کی اور نہ قربانی کی اور نہ پٹے والے جانوروں کی۔

جس طرح اللہ نے صفاومروہ کو شعائر اللہ قرار دیا، کیونکہ انہیں دونوں پہاڑوں کے درمیان جناب ہاجرہ کے ایثار اور قربانی کی یادیں محفوظ ہیں۔قربانی کے جانور کو اللہ نے شعائر اللہ میں قرار دیا ہے اور اس کے احترام کا حکم دیا ہے کیونکہ اسے دیکھ کر اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی یاد زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو ذبح عظیم میں تبدیل کرنے والے حسین علیہ السلام کی کربلا بھی شعائر اللہ میں شامل ہے کیونکہ کربلا کو دیکھ کر ہمیں حسین علیہ السلام کی عظیم قربانی اور جاں نثاری یاد آجاتی ہے۔قرآن نے حکم دیا شعائر اللہ کی تعظیم کرو اس سے دلوں کے تقویٰ میں اضافہ ہوتا ہے۔

لہٰذا ہم کربلا کی مٹی کو چومتے اور اس کا بوسہ لیتے ہیں۔ یہ احترام کا ایک طریقہ ہے اور قرآن کے حکم کی تعمیل بھی ہے کیونکہ قرآن نے شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم

۱۔ مائدہ،۲۔

دیا ہے۔ کربلا کی مٹی وہ ہے جسے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوما ہے۔ شیعہ، سنی کتابوں میں اس بارے میں بہت ساری حدیثیں موجود ہیں۔ ہم نمونے کے طور پر تنہا ایک روایت ذکر کرتے ہیں۔

اہل سنت کے معروف محدث حاکم نیشاپوری، ام سلمہ کی روایت کو صحیح قرار دیتے ہوئے نقل کرتے ہیں:

''قالت ام سلمه: ''ثم اضطجع رسول الله صلی الله علیه وسلم فاستيقظ وفي يده تربة حمراء يقبّلها فقلت: ماهذه التربة يارسول الله صلی الله علیه وسلم؟ قال: اخبرني جبرئيل ان ابني هذا يقتل بارض العراق فقلت لجبرئيل: ارني تربة الارض التي يقتل بها، فهذه تربتها''[۱]

حضرت ام سلمہ کہتی ہیں: پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں بیدار ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں سرخ رنگ کی مٹی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مٹی کا بوسہ لیتے اور اسے چومتے تھے۔ پس میں نے عرض کیا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مٹی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا یہ بیٹا (امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) عراق کی سرزمین میں قتل ہوگا پس میں نے جبرائیل سے کہا: اس سرزمین کی مٹی مجھے دکھاؤ جہاں میرا حسین علیہ السلام قتل ہوگا پس یہ وہی تربت ہے۔

۱۔ المستدرک، ج۴، ص۳۹۸۔

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے وہی مٹی ام سلمہ کو امانت کے طور پر دی۔[۱]

لہذا کربلا کی مٹی کا بوسہ لینا بھی سنت رسول ﷺ ہے اور یہ شعائر اللہ کا احترام ہے۔ یقیناً انسان بدعتوں کو چھوڑ کر پیغمبر ﷺ کی صحیح سیرت کو اپنانے سے ہی مؤمن کہلائے گا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پیغمبر ﷺ کے حقیقی ماننے والوں اور ان کی صحیح سیرت پر چلنے والوں میں سے قرار دے۔

(آمین)

۱۔ نور الدین ہیثمی، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۸۹۔

حوالہ جات

القرآن الکریم۔

شیعہ منابع۔

۱۔احمدی، علی، السجود علی الارض (بی جا)، مرکز الجواد، ۱۴۱۴ھ۔

۲۔بشوی، محمد یعقوب، شخصیت حضرت زہرا علیہا السلام درقرآن از منظر تفاسیر اہل سنت، قم: بوستان کتاب، ۱۳۸۶ش۔

۳۔حلی، حسن بن یوسف بن مطہر حلی، السرایر، قم: مؤسسۃ النشر الاسلامی۔

۴۔حرعاملی، محمد بن حسن بن علی بن محمد بن حسین، وسائل الشیعہ، قم: مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، ۱۴۱۴ھ۔

۵۔صدوق، ابوجعفر محمد بن علی، بابویہ صدوق، من لا یحضرہ الفقیہ، بیروت: دارالتعارف۔

۶۔طوسی، ابوجعفر محمد بن حسن طوسی، تہذیب الاحکام، بیروت: دارالکتب الاسلامیہ۔

۷۔ ــــــــــــ، الخلاف، قم: مؤسسۃ النشر الاسلامی۔

۸۔عریض، علی بن جعفر، مسائل علی بن جعفر، قم: المؤتمر العالمی للامام الرضا علیہ السلام، ۱۴۰۹ھ۔

۹۔قریشی، علی اکبر، قاموس قرآن، تہران: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۷۱ش۔

۱۰۔قمی، شیخ ابوالقاسم، جعفر، قولویہ، کامل الزیارات، تہران: انتشارات پیام حق، ۱۳۷۷ش۔

۱۱۔کلینی، محمد بن یعقوب، فروع الکافی، تہران: دار الکتب العلمیہ۔

۱۲۔مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، بیروت: مؤسسۃ الوفاء۔

۱۳۔مصطفوی، حسن، التحقیق فی کلمات القرآن، قم: انتشارات علامہ مصطفوی۔

۱۴۔نوری، میرزا حسین، مستدرک الوسائل، قم: مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، ۱۴۰۸ھ۔

سنی منابع۔

۱۔ابن اثیر،عزالدین ابوالحسن محمد ،اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ،تہران: انتشارات اسماعیلیان۔

۲۔ابن اثیر،مجدالدین محمد،النہایہ فی غریب الحدیث،بیروت:المکتبۃ العلمیہ۔

۳۔ابن فارس،احمد،معجم مقاییس اللغۃ،بیروت: دارالکتاب العربیہ۔

۴۔ابن اثیر،اسدالغابہ،تہران،انتشارات اسماعیلیان۔

۵۔ابن جوزی،عبدالرحمٰن،زادالمسیر ،دارالفکر،۱۴۰۷ھ،بی جا۔

۶۔ابن حجر عسقلانی، تلخیص الحبیر ،بیروت: دارالفکر۔

۷۔ـــــــ ،الاصابہ فی تمیز الصحابہ،بیروت: دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۵ھ۔

۸۔ ـــــــ،فتح الباری فی شرح البخاری،بیروت: دارالکتب العلمیہ ،۱۹۹۷۔

۹۔ ابن سعد،محمد،الطبقات الکبری،بیروت: دارالفکر،۱۹۹۴۔

۱۰۔ ابن قدامہ،موفق الدین،المغنی،بیروت: دارالکتاب العربی۔

۱۱۔ابن ہبیر ہ،یحی،الفصاح عن معانی الصحاح،بیروت: دارالکتب العلمیہ۔

۱۲۔ابن قیم الجوزیہ،محمد،زادالمعاد،بیروت: دارالفکر۔

۱۳۔احمد بن حنبل،المسند ،بیروت: دارصادر،بی تا۔

۱۴۔اصفہانی،ابوالقاسم حسین،المفردات فی غریب القرآن،ذوالقربیٰ،۱۹۹۶۔

۱۵۔اصبہانی، اسماعیل، دلائل النبوۃ، دارالعاصمۃ، بی تا، بی جا۔

۱۶۔اصباحی، مالک بن انس، المدونۃ الکبری، بیروت: دارالکتب العلمیہ۔

۱۷۔ازرقی، محمد، اخبار مکہ، قم: منشورات الشریف الرضی۔

۱۸۔ارنؤوط، شعیب، صحیح ابن حبان، مؤسسہ الرسالہ، ۱۹۹۳، بی جا۔

۱۹۔بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بیروت: دارالجیل۔

۲۰۔بغوی، حسین، معالم التنزیل، بیروت: دارالمعرفہ، بی تا۔

۲۱۔بیہقی، احمد، السنن الکبری، بیروت: دارالفکر۔

۲۲۔جوہری، اسماعیل بن حماد ، الصحاح، بیروت: دارالعلم للملایین ۱۹۸۷۔

۲۳۔جصاص، ابوبکر، احکام القرآن، بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ۔

۲۴۔حلبی، علی بن برہان الدین الشافعی، سیرۃ حلبیہ، بیروت: دارالمعرفہ۔

۲۵۔خوارزمی، موفق بن احمد، مقتل الحسین، انوارالہدیٰ، ۱۴۱۸ھ۔

۲۶۔دارمی، ابومحمد عبداللہ بن بہرام، سنن دارمی، دمشق: مبطعۃ الاعتدال۔

۲۷۔دمشقی، اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت: دارالفکر، ۱۹۸۷۔

۲۸۔ ـــــــــ البدایہ والنہایہ، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۹۸۸۔

۲۹ ـــــــــ، سیرۃ النبویہ، بیروت: دارالمعرفہ، ۱۹۷۶۔

۳۰۔ذہبی، محمد، تاریخ اسلام بیروت: دارالکتاب العربی، ۱۹۸۷۔

۳۱۔الزیلعی، تخریج الاحادیث والاثار، ریاض: دارابن حزم، ۱۴۱۴ھ۔

۳۲۔سمہودی،نورالدین،وفاءالوفاء،(بی جا) درالکتب العلمیہ،۱۳۰۴ھ۔

۳۳۔سیوطی،جلال الدین،الدرالمنثور،بیروت دارالفکر۱۹۹۳۔

۳۴۔______،الدیباج علی مسلم،دارابن عفان،سعودی عرب،۱۹۹۶۔

۳۵۔______،لباب النقول،داراحیاءالعلوم،بی تا،بی جا۔

۳۶۔شافعی،شہاب الدین،النہایۃ المحتاج،بیروت:دارالکتب العلمیہ،۱۹۹۳۔

۳۷۔شوکانی،فتح القدیر،عالم الکتب،بی تا،بی جا۔

۳۸۔شیبانی،ابوعبداللہ احمد بن حنبل،المسند،بیروت:دارصادر۔

۳۹۔شوکانی،محمد،نیل الاوطار،بیروت:دارالجیل۔

۴۰۔شافعی،محمد بن ادریس،الام،بیروت:دارالکتب العلمیہ۔۱۹۸۳۔

۴۱۔صنعانی،عبدالرزاق،المصنف،بیروت:مجلس العلمی۔

۴۲۔طبری،ابوجعفر محمد بن جریر،الجامع البیان،بیروت:دارلفکر،۱۹۸۸۔

۴۳۔طبرانی،سلیمان،المعجم الکبیر،بیروت:داراحیاءالتراث العربی۔

۴۴۔عبدالرحمٰن بن جوزی،صفۃ الصفوۃ،بیروت:دارالفکر،۱۹۹۲۔

۴۵۔عظیم آبادی،عبدالرحمٰن شرف الحق محمد اشرف صدیقی،عون المعبود،شرح سنن ابی داؤد،بیروت:داالکتب العلمیہ۔

۴۶۔قزوینی،محمد بن یزید بن ماجہ،سنن ابن ماجہ،بیروت:دارالفکر۔

۴۷۔قاری،ملاعلی،شرح مسند ابی حنیفہ،بیروت:دارالکتب العلمیہ۔

۴۸۔کحلانی،محمد،سبل الاسلام،مصر،شرکۃ مکتبۃ مصطفیٰ البابی،۹، ۱۳۷ھ۔

۴۹۔مبارکفوی،تحفۃ الاحوذی،بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۰ھ۔

۵۰۔نووی،محی الدین،المجموع،بیروت:دارالفکر۔

۵۱۔نووی،محی الدین،شرح صحیح مسلم،بیروت:دارالکتاب العربی ۱۴۰۷ھ۔

۵۲۔نیشابوری،مسلم بن حجاج،صحیح مسلم،بیروت:دارالفکر۔

۳۵۔ ———— صحیح مسلم،مصر مکتبۃ مطبعۃ محمد علی صبیح۔

۴۵۔نیشابوری،حاکم،المستدرک علی الصحیحین،بیروت:دارالمعرفہ۔

۵۵۔نووی،یحیٰ بن شرف الدین ،شرح صحیح مسلم،بیروت: دارالقلم،۱۹۸۷۔

۵۶۔ ———— ،کتاب المجموع،جدہ:مکتبۃ الارشاد۔

۵۷۔وجدی،محمد فرید،دائرۃ المعارف،بیروت:دارالمعرفہ۔

۵۸۔ہیثمی،نورالدین،مجمع الزوائد،بیروت:دارالکتب العلمیہ ۱۹۸۸۔

۵۹۔ہندی،علاءالدین علی متقی،کنزل العمال،بیروت:مؤسستہ الرسالہ۔

زندگی نامہ

''شہید راہ عشق ولایت سید علی ظہیر الدین رضوی''

شہید راہ عشق ولایت سید علی ظہیر الدین رضوی کا مختصر زندگی نامہ

تاریخ پیدائش:

ربیع الاول ۱۴۱۲ھ ق۔حوزہ علمیہ قم مقدس کے استاد حجۃ الاسلام والمسلمین سید حامد حسین رضوی کے گھر میں ایک بچے نے آنکھ کھولی جس کا نام علی رکھا گیا۔

مقامات مقدسہ کی زیارت:

امریکا نے عراق پر قبضہ کرنے کے بعد، سید علی مقدس مقامات کی زیارت کے لیے عراق کا سفر کیا۔علی چند سالوں سے بیمار تھا، لہذا جب وہ حرم حضرت عباس علیہ السلام میں داخل ہوا تو انکی والدہ نے کہا اپنی شفایابی کے لیے حضرت سے متوسل ہو جائیے، تو اس نے ایک تبسم کے ساتھ کہا، میری شفایابی مشہد میں ہے!

قم سے مشہد روانگی:

ایک دن علی نے کہا امام رضا علیہ السلام نے مجھے خواب میں شفا دینے کا وعدہ فرمایا ہے، اب میں مشہد چلا جاؤں گا۔۲۲ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ۔ق ۱۳ سال کی

عمر میں امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لیے قم سے مشہد پیدل چلا۔

سانحہ:

۱۳ دن پیدل چلنے کے بعد ۵ رجب ۱۴۲۵ھ ق ، سبزوار کے مقام پر گاڑی کا سانحہ پیش آیا۔

وفات:

چھ دن مشہد ہسپتال میں داخل رہنے کے بعد ۱۱ رجب ۱۴۲۵ھ ق ۵ بجے عصر کو اپنے مولا کے جوار میں مالک حقیقی سے جاملا۔

محل دفن:

۱۵ رجب حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی وفات کے دن مشہد مقدس ، بارگاہ امام رضا علیہ السلام صحن جمہوری ، بہشت ثامن الائمہ ۳ بلاک ۶ ۲۵ میں سپرد خاک کیا گیا۔

شہید راہ عشق ولایت ، کی تیسری برسی کے موقع پر ان کے پسماندگان کی خدمت میں تعزیت عرض کرتے ہیں اور محترم قارئین سے مرحوم کی بلندی درجات کیلئے ایک سورہ فاتحہ کی التماس ہے۔

علی اکیڈمی پاکستان ، حوزہ علمیہ قم ایران

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 9211795

مؤلف کی دیگر تالیفات وتحقیقات

مؤلف کی دیگر تالیفات وتحقیقات

۱۔شخصیت حضرت زہرا سلام اللہ علیہا در قرآن از منظر تفاسیر اہل سنت۔

اس کتاب میں حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے متعلق آیتیں اور روایتیں جو اہل سنت تفسیروں میں وارد ہوئی ہیں سبب نزول ، شان نزول ، جری وانطباق اور تاویل وبطن کے اعتبار سے جمع کر کے بحث کی گئی ہے۔یہ کتاب فارسی زبان میں دفتر تبلیغات اسلامی (بوستان کتاب) کی طرف سے ایران کے مقدس شہر قم سے طبع ہو چکی ہے۔

۲۔نقد احادیث مہدویت از دیدگاہ اہل سنت

یہ کتاب ایران میں مختلف ممالک کے طلاب کے درمیان مقابلہ کتاب نویسی میں شیخ طوسی فسٹول (FestivaltheShaykhTusi AwardsinReserchandScholarsship) میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے حج بیت اللہ کا انعام پا چکی ہے اس کتاب میں امام مہدی علیہ السلام سے متعلق بعض اہل سنت روایتوں کی جانچ پڑتال ہوئی ہے۔اور مرکز جہانی علوم اسلامی کی طرف سے یہ کتاب فارسی زبان میں طبع ہو چکی ہے۔

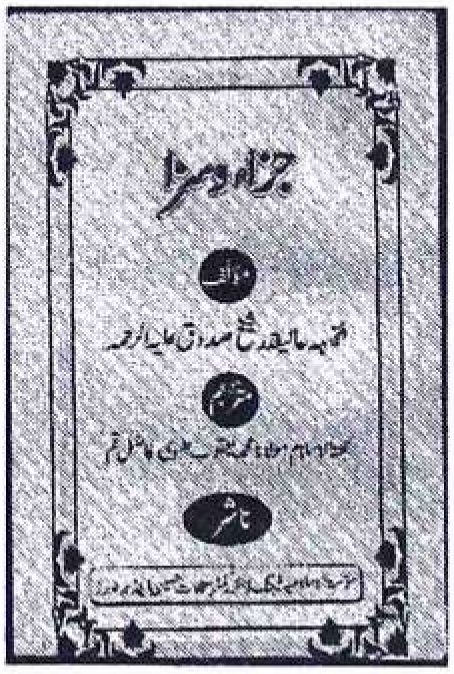

۳۔جزا وسزا۔

مؤسسہ اسلامیہ لاہور کی طرف سے یہ کتاب اردو زبان میں طبع ہوئی ہے۔

۴۔حقوق اہل بیت علیہم السلام در تفاسیر اہل سنت۔

یہ کتاب ایران میں مختلف مما لک کے طلاب کے درمیان مقابلہ کتاب نویسی میں شیخ طوسی فسٹول (FestivaltheShaykhTusi) (AwardsinReserchandScholarsship) میں دوسری پوزیشن حاصل کر کے عمرہ بیت اللہ کا انعام پا چکی ہے۔اور مرکز جہانی علوم اسلامی کی طرف سے یہ کتاب فارسی زبان میں طبع ہو چکی ہے۔

۵۔آفتاب فقاہت۔

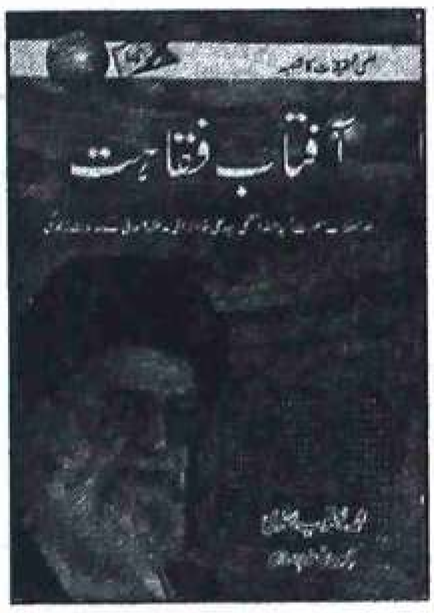

یہ کتاب رہبر معظم انقلاب اسلامی حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سیّد علی خامنہ ای مدظلہ کے حالات زندگی اور ولایت فقیہ پر مشتمل ہے۔ایران میں مرکز جہانی علوم اسلامی کی طرف سے یہ کتاب اردوزبان میں طبع ہو چکی ہے۔نیز اس کتاب کا ہندی زبان میں بھی ترجمہ ہوا ہے جو عنقریب منظر عام پر آنے والا ہے۔

۶۔انسان اور دین۔

یہ کتاب ایران میں شیخ طوسی فسٹول (FestivaltheShaykhTusi) (AwardsinReserchandScholarsship) کی طرف سے انعام یافتہ ہے اور ثاقب پبلی کیشنز لاہور سے اردوزبان میں طبع ہوئی ہے۔

۷۔شمالی علاقہ جات قرآن وحدیث کی نگاہ میں۔

ثاقب پبلی کیشنز لاہور سے طبع ہوئی ہے۔

شہید ولایت عاشق امام رضا علیہ السلام

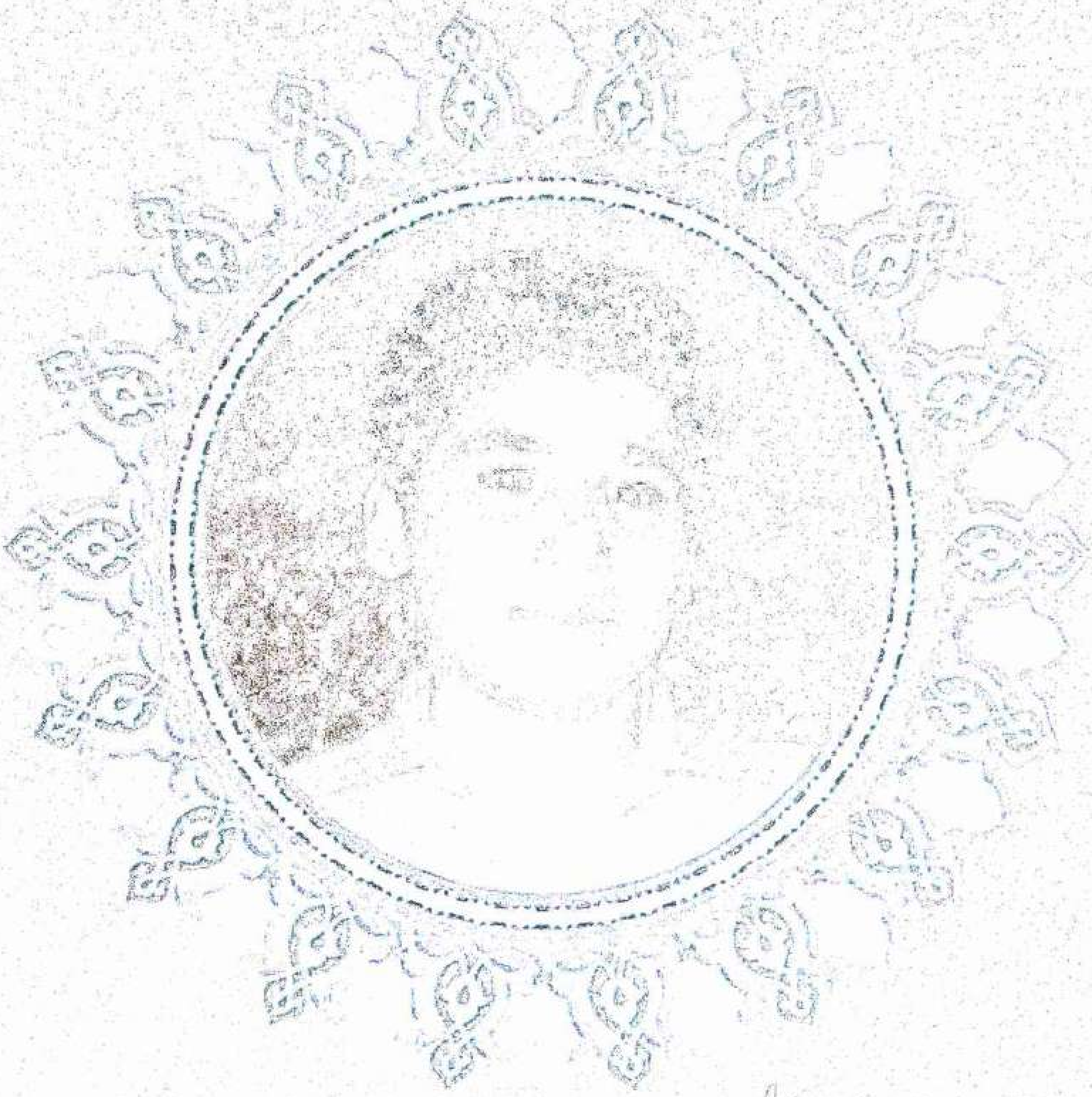

سید علی ظہیر الدین رضوی

کی تیسری برسی کے موقع پر یہ علمی اور تحقیقی کتاب
تمام مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں

علی اکیڈمی پاکستان

رابطہ : قم ،خیابان آذر ،کوچہ پامنار ۶۹ ،کوچہ شہید خرم نژاد، پلاک ۱۰۵
فون : ۷۷۰۴۰۹۸ - ۲۵۱ - ۰۰۹۸